گلدستہ حکایات



By:

Mehak Batool

ادارہ نجم الہدیٰ للبنات جامع مسجد عمر رضی اللہ عنہ

پٹھان والا جھنگ روڈ فیصل آباد فون : 03006661755

بسم الله الرحمن الرحيم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

إِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ
يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا
تَسْلِيْمًا

اے پناہِ جہاں سلامُ علیک
تکیۂ بیکساں سلامُ علیک

منزلِ تو مقامِ اَوْ اَدْنیٰ
گردِ راہ کہکشاں سلامُ علیک

اے نسیمِ سحر زمورِ حقیر
با سُلیماں رساں سلامُ علیک

من فتادہ بخاکِ کوئے تو اَم
خُذْ یَدِیْ اے جواں سلامُ علیک

لُطف فرما کہ ما شکستہ تریم
لُطف شایانِ شاں سلامُ علیک

بر ہمہ آلِ پاک و اصحابش
فخرؔ ہر دم بخواں سلامُ علیک

ارمغانِ عقیدت از حضرت صاحبزادہ غلام فخر الدین مدظلہ العالی

سیال شریف

لجپال لجپال
پیر سیالؒ
پیر سیالؒ

اعلامیہ

بھلوں کو بھلی
لاج

بحکم غریب نواز حضور امیر شریعت، نائب شیخ الاسلام خواجہ محمد حمید الدین سیالوی رحمتہ اللہ علیہ

مقام تقریب آستانہ مقدسہ سیال شریف

بوقت 12:30 بجے دن بتاریخ 19 ذیقعدہ 1440 ہجری مطابق 23 جولائی 2019ء بروز منگل

اشاعت وارث نسبت پیر سیال ضیاء چشت حضرت خواجہ محمد ضیاء الحق سیالوی سجادہ نشین آستانہ مقدسہ سیال شریف کے حکم سے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين والصلوٰة والسلام على سيد الرسل و خاتم النبين وعلىٰ اله واصحابه واولياء امته وعلماء ملته اجمعين وعلى من تبعهم باحسان الى يوم الدين اما بعد!

الحمد للہ! ہم اہلسنت وجماعت اللہ تعالیٰ کو وحدہ لاشریک مانتے ہیں اور اس کی ذات وصفات میں کسی کو اس کا ہمسر نہیں ٹھہراتے۔ اللہ کریم کو تمام عیوب ونقائص سے منزہ ومبرا اور تمام عظمتوں کا مالک سمجھتے ہیں تمام کتب سماوی پر ایمان رکھتے ہیں۔ حیات بعد از موت، حشر ونشر، جنت ودوزخ کو حق سمجھتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ کو اللہ کا آخری نبی ماننے کے ساتھ ساتھ تمام سابقہ انبیاء ورسل سے افضل واعلیٰ سمجھتے ہیں اور سابقہ تمام انبیاء ورسل پر ایمان رکھتے ہوئے ان کی تعظیم وتوقیر بجالاتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ کے تمام صحابہ کرام واہلبیت اطہار رضوان اللہ علیہم اجمعین سے بے پناہ محبت کو جزو ایمان سمجھتے ہوئے انبیاء کرام کے بعد سب سے افضل سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو مانتے ہیں انہیں خلیفہ اول بلا فصل خلیفۃ الرسول برحق مانتے ہیں۔ پھر حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو خلیفہ ثانی برحق، حضرت سیدنا عثمان ذوالنورین کو خلیفہ ثالث برحق اور مولائے مرتضیٰ سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کو خلیفہ رابع برحق مانتے ہیں اور اسی ترتیب سے ان میں افضلیت تسلیم کرتے ہیں اور تمام صحابہ کرام میں سے کسی ایک کی عزت وعظمت کے خلاف اشارے، کنائے یا صراحت کے ساتھ طعن وتشنیع کرنے والے کو خارج اہلسنت سمجھتے ہیں اور اسی طرح اہلبیت اطہار سے بغض رکھنے والے ہر شخص کو خارج اہلسنت سمجھتے ہیں۔ مشاجرات صحابہ میں کف لسان (خاموشی) اور ان کے فضائل ومناقب کے بیان کو شعار ایمان (نشانی) سمجھتے ہیں۔ یہ تمام عقائد حضرت سیدنا علی المرتضیٰ (۱) آئمہ اہل بیت اطہار، اجلہ تابعین (۲) آئمہ اربعہ امام اعظم ابوحنیفہ (۳) امام مالک (۴) امام احمد بن حنبل (۵) امام شافعی (۶) سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی (۷) حضرت داتا گنج بخش (۸) حضرت امام غزالی (۹) شیخ محی الدین ابن العربی (۱۰) امام عبدالوہاب شعرانی (۱۱) شیخ فرید الدین عطار (۱۲) حضرت مجدد الف ثانی (۱۳) حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی (۱۴)۔ حضرت الشاہ احمد رضا محدث بریلی (۱۵) حضرت شاہ ولی اللہ (۱۶) حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی (۱۷) حضور خواجہ خواجگان بہار چشت خواجہ شاہ سلیمان تونسوی (۱۸) قدوۃ السالکین حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی (۱۹) اور حضرت شیخ الاسلام والمسلمین خواجہ محمد قمر الدین سیالوی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین جیسے اجلہ علماء ومشائخ سے ثابت ہیں ان عقائد کا مفصلاً تذکرہ اہلسنت کے عقائد کی کتب معتبرہ مثلاً فقہ اکبر، عقیدہ طحاویہ کتاب الابانہ، شرح العقائد النسفیہ وغیرہ میں موجود ہیں اور انہیں عقائد پر ماتریدیہ اور اشاعرہ کا اتفاق ہے۔ پوری امت کی طرح یہی عقیدہ مشائخ چشت علیہم الرضوان کا بھی ہے اور اسی عقیدے کو وقت کی اہم ضرورت سمجھتے ہوئے اعلامیہ کے طور پر آستانہ مقدسہ سیال شریف کی طرف سے شائع کیا جارہا ہے تاکہ مریدین ومتوسلین اور خلفاء اور عوام اہلسنت کے لئے سند رہے۔

۱. تکمیل الایمان ۲. الطرفہ ۳. فقہ اکبر ۴. موطا امام محمد ۵. النسخ للخلال ۶. مرام الکلام ۷. غنیۃ الطالبین ۸. کشف المحجوب ۹. احیاء العلوم ۱۰. فتوحات مکیہ
۱۱. الیواقیت والجواہر ۱۲. منطق الطیر ۱۳. مکتوبات شریف ۱۴. تکمیل الایمان ۱۵. فتاوی رضویہ ۱۶. فتاوی عزیزیہ ۱۷. عقد الجید ۱۸. مراۃ العاشقین ۱۹. انوار قمریہ ۲۰.

اعلامیہ پڑھنے کی سعادت پیر محمد معظم الحق معظمی سجادہ نشین خانقاہ معظم آباد شریف سرگودھا نے حاصل کی۔

آفتاب نبوت کی نورانی کرنیں

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم
امابعد
فاعوذباللہ من الشیطن الرجیم
بسم اللہ الرحمن الرحیم

☆ محبوب دو جہاں ﷺ نے میدان بدر کی طرف کوچ کا ارادہ فرمایا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے پوچھا۔ اہل مکہ سے لڑنے کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے۔ مہاجرین میں سے حضرت مقداد رضی اللہ عنہ و عمر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا۔ یارسول اللہ ﷺ ہم وہ بات نہیں کریں گے جو موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے کی تھی۔ اذھب انت وربك فقاتلا انا ھھنا قاعدون تم اور تمہارا خدا جاؤ اور لڑو' ہم تو یہیں بیٹھیں گے۔ ہم تو آپ کے اشارہ پر جان کی بازی لگادیں گے۔

☆ بدر کا معرکہ شروع ہوا تو محبوب دو عالم ﷺ نے فرمایا۔ ایمان والو! جنت کے لئے تیار ہو جاؤ جس کی وسعت زمین اور ساتوں آسمانوں کے برابر ہے۔ حضرت عمیر بن حمام رضی اللہ عنہ یہ بشارت سن کر جھوم گئے کہا۔ میں چاہتا ہوں کہ اہل جنت سے ہو جاؤں۔ محبوب کبریاء ﷺ نے فرمایا عمیر تم اہل جنت میں سے ہو۔ وہ اس وقت کھجوریں کھا رہے تھے۔ کھجوریں ہاتھ سے پھینک کر فرمایا۔ ان کے جانے تک طویل زندگی ہے اتنا انتظار کون کرے۔ فوراً میدان میں کود پڑے' دشمنان اسلام کا بے جگری سے مقابلہ کرتے ہوئے جام شہادت نوش فرما گئے۔

☆ غزوہ تبوک کے موقع پر روح دو جہاں ﷺ نے اپنے جاں نثاروں کو مالی قربانی کا بھی حکم فرمایا۔ شمع رسالت کے پروانے ایک دوسرے سے بڑھ کر اپنے عطیات پیش کر رہے تھے۔ حضرت عثمان' حضرت فاروق اعظم' حضرت صدیق اکبر اور حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہم نے اس سعادت کے حصول میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ ابوعقیل انصاری رضی اللہ عنہ بہت ہی مفلس صحابی تھے۔ رات بھر مزدوری کر کے ایک صاع کھجوریں لئے حاضر خدمت ہوئے۔ جان دو جہاں ﷺ نے ان کی حالت اور جذبہ دیکھ کر ان سے کھجوریں لیں اور سب مال پر بکھیرتے ہوئے فرمایا تیرے لئے سب کے برابر اجر ہے۔

☆ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کی قیادت میں لشکر اسلام جہاد کے لئے روانہ ہوا۔ امیر المومنین سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اسامہ رضی اللہ عنہ کی سواری کے ساتھ ساتھ پیدل چلتے ہوئے ہدایات فرما رہے تھے۔ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا! امیر المومنین آپ سوار ہو جائیں یا میں سواری سے نیچے اتر آتا ہوں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا! تم سوار ہو' چند قدم چل کر اس راہ کی غبار میرے قدموں پر پڑے گی تو یہ میرے لئے بڑی سعادت ہوگی۔ فرمایا غازی کے ہر قدم پر سات سو نیکیاں لکھی جاتی ہیں' سات سو گناہ معاف ہوتے ہیں اور اتنے ہی درجے بلند ہوتے ہیں۔

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ اللہ کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اگر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ نہ بنائے جاتے تو اللہ کریم کی عبادت نہ ہوتی۔ لوگوں نے پوچھا! آپ یہ بات کس طرح کہتے ہیں؟

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ محبوب خدا ﷺ کی وفات کے بعد بہت سارے قبائل مرتد ہو گئے۔ کئی لوگوں نے زکواۃ دینے سے انکار کر دیا۔ متعدد فتنوں نے سر اٹھایا لیکن حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے لشکر اسامہ کو اسی مہم پر روانہ فرما دیا جس پر محبوب دو جہاں ﷺ نے ان کو تیار کیا تھا۔ اس جرتمندانہ اقدام سے معاندین اور فتنہ پروروں کے حوصلے پست ہو گئے اور وہ قوت اسلام سے خائف ہو کر دب گئے۔

☆ حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا ایک دن میری تمام زندگی سے بہتر ہے اور ان کی ایک رات میری ساری زندگی سے افضل ہے۔ فرمایا حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی زندگی کا عظیم دن وہ ہے جب فتنہ ارتداد کے مقابلہ میں انہوں نے کمال جرات کا مظاہرہ فرمایا جب کہ بڑے بڑے بہادر بھی مصلحت کی راہیں تلاش کر رہے تھے۔ اسی طرح ان کی زندگی کی عظیم رات وہ ہے جب مکہ مکرمہ سے دشمنان اسلام کے نرغہ سے محبوب دو جہاں ﷺ کو لے کر نکلے۔

☆ مدینہ منورہ میں مسجد نبوی کے اندر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایک جماعت سے خطاب کرتے ہوئے حضرت امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ ملک شام میں ایک شخص گھوڑے کی لگام پکڑے لشکر اسلام کی حفاظت کر رہا ہے۔ اسے کچھ خبر نہیں کہ کوئی درندہ اسے پھاڑ ڈالے گا یا کوئی سانپ' بچھو اسے ڈس لے گا یا کسی دشمن کا تیر یا برچھا اس کا سینہ چھلنی کر دے گا۔ بخدا اجر وثواب میں تم لوگ اس کی عظمت کو نہیں پہنچ سکتے۔

☆ رحمت دو جہاں ﷺ نے ایک لشکر موتہ کی طرف روانہ فرمایا۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ اس کے امیر مقرر ہوئے۔ محبوب دو جہاں ﷺ نے فرمایا۔ اگر زید شہید ہو جائیں تو جعفر بن ابی طالب امیر ہوں گے اور وہ بھی شہید ہو جائیں تو عبداللہ بن رواحہ امیر ہوں گے۔ جمعہ کا دن تھا لشکر صبح صبح روانہ ہو گیا۔ حضرت عبداللہ بن رواحہ پیچھے رہ گئے کہ محبوب خدا ﷺ کے ساتھ جمعہ کی نماز ادا کر کے لشکر کے ساتھ شامل ہو جائیں گے۔

جان کائنات ﷺ نے انہیں دیکھ کر فرمایا۔ تم پیچھے کیوں رہ گئے؟ عرض کی یا رسول اللہ میں نے یہ سوچا کہ جمعہ کی نماز آپ کے ساتھ ادا کر کے لشکر کے ساتھ شامل ہو جاؤں گا۔ جان دو عالم ﷺ نے فرمایا۔ ایک صبح یا ایک شام اللہ کی راہ میں نکلنا دنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔ دوسری حدیث میں ہے کہ راحت دو جہاں ﷺ نے فرمایا۔ روئے زمین میں جو کچھ ہے اس کو بھی تم خرچ کر دو تب بھی صبح چلنے والوں کے اجر تک نہیں پہنچ سکتے۔

☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے جان دو جہاں ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا۔ جس کے قدم اللہ کی راہ میں غبار آلودہ ہوئے اس پر جہنم کی آگ حرام ہے۔

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ لوگوں سے پوچھتے' بھلا وہ کون شخص ہے جس نے ایک نماز بھی نہیں پڑھی مگر سیدھا جنت میں داخل ہو گیا؟ پھر خود فرماتے۔ وہ اصیرم رضی اللہ عنہ ہیں جو خاندان بنی الاشہل سے تھے۔ وہ اسلام کی مخالفت میں سب سے آگے رہے لیکن غزوہ احد کے روز ہی دولت ایمان سے سرفراز ہوئے۔ اسی روز جہاد میں شریک ہوئے اور جام شہادت نوش فرما کر سیدھے جنت میں داخل ہو گئے۔

☆ حضرت ابو عطیہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ روح کائنات ﷺ کے زمانہ میں ایک آدمی کا انتقال ہو گیا۔ بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ ﷺ آپ اس شخص کی نماز جنازہ نہ پڑھائیں یہ بڑا فاجر انسان تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کسی شخص نے اس کو کبھی کوئی نیک کام کرتے ہوئے بھی دیکھا ہے؟ ایک شخص نے کہا۔ مجھے یاد ہے کہ ایک دفعہ اس نے اللہ کی راہ میں پہرہ دیا تھا۔ آپ اٹھے اور اس کی نماز جنازہ پڑھائی پھر

اسے قبر میں رکھا اور فرمایا ''تیرے ساتھی تیرے بارے میں اہل نار ہونے کا گمان کرتے ہیں' میں گواہی دیتا ہوں کہ تو اہل جنت میں سے ہے''۔

☆ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ غزوہ احد میں محبوب کائنات ﷺ نے مجھے سعد بن ربیع کی تلاش کے لئے بھیجا اور فرمایا جب تم ان کو دیکھو تو ان کو میرا اسلام پہنچاؤ اور یہ بھی کہنا کہ اللہ کے رسول تمہارا حال پوچھ رہے ہیں۔ میں نے شہداء کی لاشوں میں ان کو تلاش کر لیا۔ وہ آخری سانس لے رہے تھے۔ ان کے جسم پر ستر سے زیادہ زخم آئے تھے۔ میں نے کہا اے سعد رضی اللہ عنہ! رسول اللہ ﷺ نے تمہیں سلام بھیجا ہے اور پوچھا ہے کہ تمہارا کیا حال ہے؟ انہوں نے کہا۔ اللہ کے محبوب ﷺ پر اور تم پر بھی سلام ہو۔ میری طرف سے جان کائنات ﷺ کی خدمت میں عرض کرنا کہ میں اس وقت اپنے آپ کو اس حال میں پا رہا ہوں کہ مجھے جنت کی خوشبوئیں آ رہی ہیں۔ میری قوم (انصار) کو کہہ دینا اگر دشمن رسول اللہ ﷺ کو کوئی گزند پہنچا گئے تو اللہ کے ہاں تمہارا کوئی عذر قبول نہ ہوگا۔ انہی الفاظ پر ان کی روح پرواز کر گئی۔

☆ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ جن کے بارے میں اللہ کے محبوب ﷺ نے فرمایا تھا۔ تمہیں ایک باغی گروہ کے ہاتھوں شہادت نصیب ہوگی۔ جنگ صفین میں بڑی بے جگری سے لڑ رہے تھے۔ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرض کی میں نے ہر ممکن کوشش کی مگر جام شہادت مجھ تک پہنچ نہیں پا رہا۔ حضرت شیر خدا رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ تم اس طرح کے خیالات دل میں نہ لاؤ۔ حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے غلام سے کہا کچھ پینے کے لئے لے آؤ۔ وہ دودھ کا پیالہ لے کر حاضر ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے دودھ نوش فرمایا اور کہا سبحان اللہ! اللہ کے محبوب ﷺ نے سچ فرمایا تھا کہ تم شہادت سے پہلے دودھ نوش کرو گے۔ واہ واہ! آج دوستوں سے ملاقات ہوگی۔ آج اللہ کے محبوب ﷺ کی زیارت ہوگی۔ اسی روز جام شہادت نوش فرما کر حیات جاوداں پا گئے۔

☆ اللہ کے محبوب ﷺ نے فرمایا۔ اعمال کا دارومدار نیت پر ہے۔ گذشتہ واقعات میں شمع رسالت کے پروانے جس انداز سے اپنی جانوں کے نذرانے پیش کرتے ہوئے نظر آ رہے ہیں اس میں ان کے پیش نظر صرف اللہ کی رضا اور دین کی سربلندی تھی۔ لہٰذا انہیں جنت کی خوشبوئیں اسی دنیا میں محسوس ہونے لگیں۔ لیکن وہ شخص جس کا مطمع نظر مختلف تھا اس کا انجام بھی دیکھ لیجئے۔

حضرت عاصم رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں۔ قزمان نامی ایک شخص کا ذکر جان کائنات ﷺ کے سامنے ہوا۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ شخص جہنمی ہے۔ غزوہ احد میں اس شخص نے تنہا سات آٹھ مشرکین کو مار ڈالا لیکن خود بھی کافی زخمی ہو گیا۔ بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس سے کہا تمہیں خوشخبری ہو' تم بڑے جانباز مجاہد ہو۔ اس نے کہا خوشخبری کس بات کی میں تو اپنے قوم کی عظمت اور ناموری کے لئے لڑا ہوں۔ اس کے علاوہ میرا اور کوئی مقصد نہ تھا۔ راوی کہتا ہے کہ جب زخموں کی تکلیف زیادہ محسوس ہونے لگی تو اس شخص نے خودکشی کر لی۔ خسر الدنیا والاخرۃ

☆ باکمال کون؟

حضرت شیخ ابوسعید مہوی رحمتہ اللہ علیہ سے کسی شخص نے کہا۔ فلاں آدمی پانی پر چلتا ہے۔ آپ نے فرمایا آسان ہے۔ جل مرغی بھی پانی پر چلتی ہے۔ اس نے کہا حضرت وہ تو ہوا میں بھی اڑتا ہے فرمایا کوئی ایسی بات نہیں کوا

اور مکھی بھی ہوا میں اڑتے ہیں۔ ایک اور شخص نے کہا حضرت ایک آدمی لحہ بھر میں ایک شہر ... ہے۔ آپ نے فرمایا یہ کیا کمال ہے شیطان بھی ایک لحہ میں مغرب سے مشرق تک پہنچ جاتا ہے۔ کمال یہ ہے کہ انسان لوگوں میں رہے‘ تمام حقوق پورے کرے اور ایک لحہ بھی خدا سے غافل نہ ہو۔

☆ حکیمانہ اندازِ نصیحت

حضرت حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ کو خبر پہنچی کہ ایک آدمی نے آپ کی غیبت کی ہے۔ آپ نے کھجوروں کا ایک طباق بطور ہدیہ بھیجا اور ساتھ ہی یہ پیغام دیا کہ مجھ کو خبر پہنچی ہے آپ نے اپنی نیکیاں میرے نامۂ اعمال میں منتقل کر دی ہیں۔ اس احسان کا بدلہ دینے کی مجھ میں استطاعت نہیں‘ اس لئے صرف یہ معمولی سا ہدیہ نذر کر رہا ہوں۔

☆ جامع وصیّت

کسی نے حضرت شفیق بلخی رحمتہ اللہ عنہ سے وصیت چاہی تو آپ نے فرمایا۔ اگر دوست چاہتے ہو تو اللہ کریم کافی ہے۔ اگر ہمراہی چاہتے ہو تو کراماً کاتبین کافی ہیں۔ اگر مونس ومحبت کی طلب ہے تو عبادت کافی ہے۔ اگر وعظ چاہتے ہو تو موت کافی ہے۔ جو کچھ کہا گیا ہے اگر یہ پسند نہیں تو پھر تمہارے لئے جہنم کی آگ کافی ہے۔

☆ انسان کا کمال

مولانا وجیہ الدین یوسف رحمتہ اللہ علیہ نے حضرت برہان الدین غریب رحمتہ اللہ علیہ سے کہا۔ حضرت میں جس قدر اپنے نفس کے عیوب دور کرتا ہوں اسی قدر زیادہ نظر آتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ یہ تو انسان کا کمال ہے۔ انسان کو جب روحانی عروج حاصل ہوتا ہے تو اس کی نظر اپنے ہی عیبوں پر پڑتی ہے۔

جب اپنی خطاؤں پر پڑھی نظر
تو جہاں میں کوئی برا نہ رہا

☆ اتباعِ شریعت کی تاثیر

امیر المومنین حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں ایک دفعہ دریائے نیل میں طغیانی آ گئی۔ جس سے زبردست تباہ کاری کا اندیشہ پیدا ہو گیا۔ مصر کے گورنر نے آپ کو اطلاع کی۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے دریا کے نام رقعہ لکھا جس کا مفہوم یہ تھا۔ ’’اے نیل! عمر نے حدود خداوندی اور شریعت محمدی ﷺ سے تجاوز نہیں کیا پھر تو کس بنا پر سرکشی پر اتر آیا‘‘؟ آپ نے حکم دیا کہ یہ رقعہ دریا میں ڈال دیا جائے۔ رقعہ دریا میں ڈالا گیا تو وہ فوراً تھم گیا اور سیلاب کی صورت ختم ہو گئی۔

☆ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ اپنے آپ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ اے عمر! اگر تیری خلافت میں دجلہ کے کنارے ایک کتا بھی بھوکا مر گیا تو تجھے قیامت کے روز اس کا جواب دینا ہوگا۔

☆ ایمانی قوت

مدائن‘ ایران کا پایۂ تخت تھا۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا کہ یزدگرد مدائن کے تمام ذخیرے منتقل کر رہا ہے۔ چنانچہ آپ نے اسلامی فوج کو پیش قدمی کا حکم دے دیا۔ فوج دریائے دجلہ کے کنارے پہنچی تو دیکھا کہ ایرانیوں نے پل اڑا دیا ہے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اللہ کا نام لے کر اپنا گھوڑا پانی میں ڈ...

دیکھ کر تمام لشکر نے اپنے گھوڑے دریا میں ڈال دیئے۔ دریا موجیں مار رہا تھا۔ لیکن اسلامی فوج رکاب سے رکاب ملا کر آپس میں باتیں کرتی ہوئی اس طرح پار نکل آئی کہ اس کی ترتیب میں بھی فرق نہ آیا۔ ایرانی کنارے پر کھڑے یہ منظر دیکھ رہے تھے۔ وہ پکار اٹھے۔ "دیو آمدند دیو آمدند"۔ ایرانی فوج مقابلہ کی تاب نہ لاتے ہوئے بھاگ کھڑی ہوئی۔ اسلامی فوج نے ایوان کسریٰ میں شکرانے کی نماز پڑھی۔

تو نعرہ لگاتا تھا تو خیبر توڑ دیتا تھا
حکم دیتا تھا سمندر کو وہ رستہ چھوڑ دیتا تھا

☆ دوسری صدی ہجری کی ابتدا کا واقعہ ہے کہ بجستان درنج (موجودہ افغانستان) کے فرماں روا نے جس کا خاندانی لقب رتبیل تھا' بنی امیہ کے عمال کو خراج دینا بند کر دیا۔ پیہم چڑھائیاں کی گئیں مگر وہ مطیع نہ ہوا۔ یزید بن عبدالملک کے عہد میں جب اس کے پاس طلب خراج کے لئے سفارت بھیجی گئی تو اس نے دریافت کیا۔ وہ لوگ کہاں گئے جو پہلے آیا کرتے تھے ان کے پیٹ فاقہ زدوں کی طرح پچکے ہوئے ہوتے تھے' پیشانیوں پر سیاہ گٹے پڑے رہتے تھے اور کھجوروں کی چپلیں پہنا کرتے تھے؟ کہا گیا کہ وہ لوگ تو گزر گئے۔ رتبیل نے کہا اگر چہ تمہاری صورتیں ان سے زیادہ شاندار ہیں مگر وہ تم سے زیادہ عہد کے پابند تھے اور تم سے زیادہ قوت والے تھے' یہ کہہ کر رتبیل نے خراج ادا کرنے سے انکار کر دیا اور تقریباً نصف صدی تک یہ علاقہ اسلامی حکومت سے آزاد رہا۔

☆ اولیاء اللہ غم و فکر سے بے نیاز

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ بہت مرفہ الحال تھے۔ بڑا وسیع کاروبار اور تجارت تھی۔ ایک شخص نے دل میں خیال کیا کہ ایسا مالدار شخص اللہ کا ولی کیسے ہوسکتا ہے؟ وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور چند روز کے لئے قیام کی اجازت لے کر آپ کے شب و روز کے معمولات بنظر غائر دیکھتا رہا۔ ایک روز ملازم نے آ کر کہا۔ حضرت فلاں جہاز جس پر لاکھوں روپے کا سامان لدا تھا سمندر میں ڈوب گیا۔ آپ نے ذرا توقف فرمایا اور پھر کہا الحمد اللہ چند روز کے بعد وہی ملازم پھر آ کر کہنے لگا وہ جہاز جو ڈوب رہا تھا اللہ کے فضل سے کنارے لگ گیا ہے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا الحمد اللہ وہ شخص جو آپ کے پاس چند روز سے قیام پذیر تھا کہنے لگا۔ مال تجارت دو حال سے خالی نہیں حلال ہے یا حرام۔ اگر حلال ہے تو اس کی تباہی پر آپ نے الحمد اللہ کیسے کہا اور اگر حرام ہے تو اس کے بچ جانے پر الحمد للہ کہنے کے کیا معنے؟ آپ نے فرمایا۔ مال تو اللہ کے فضل سے حلال ہے مگر الحمد اللہ مال کے تلف ہونے یا بچ رہنے پر نہیں بلکہ دونوں حالتوں میں میں نے دل کی کیفیت معلوم کی' وہ اللہ کریم کی رضا پر راضی تھا' اس پر الحمد اللہ کہا ہے۔

☆ خدائی عدل

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بارگاہ ایزدی میں عرض کی۔ اے بار الٰہ! مجھے اپنے عدل کا مشاہدہ کرا۔ حکم ہوا ...نگل میں جا کر اپنی مراد کو پاؤ۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام جنگل میں جا کر درختوں کی اوٹ میں بیٹھ گئے۔ اتنے میں ...ار آیا۔ گھوڑے سے اترا۔ چشمہ ... اتفاق سے اشرفیوں سے بھری تھیلی وہاں بھول گیا۔ ایک ٹرکا آیا۔ اس نے تھیلی اٹھائی اور بھاگ گیا۔ سوار کو دور جا کر تھیلی یاد آئی۔ واپس آیا تو وہاں چشمہ پر ایک ...

شخص بیٹھا تھا۔ سوار نے تھیلی کے بارے میں پوچھا اس نے کہا مجھے کوئی خبر نہیں' سوار نے طیش میں آ کر نابینے کو قتل کر دیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی۔ پروردگار عالم! یہ کیا انصاف ہے؟ جواب ملا' لڑکے کے باپ کا مال سوار نے چرایا تھا' وہ اسے واپس مل گیا اور نابینے نے سوار کے باپ کو قتل کیا تھا' اس کے بدلے آج وہ قتل ہوا ہے۔ دیکھو ہر ایک عدل کے مطابق اپنے اپنے انجام کو پہنچ گیا ہے۔

☆ حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ اور شیر

حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ ایک سفر میں اپنے قافلہ سے بچھڑ گئے۔ رات کا وقت تھا۔ جنگل سے گزرتے ہوئے شیر سامنے آ گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ اے شیر! میں رسول اللہ ﷺ کا غلام ہوں۔ یہ سنتے ہی شیر نے سر جھکا لیا۔ وہ آگے آگے چلتا رہا حتیٰ کہ آپ کو قافلہ کے قریب پہنچا کر سر ہلایا اور چلا گیا۔

☆ آج بھی ہو جو ابراہیم کا ایمان پیدا

نو وارد مسجد نبوی میں داخل ہوا اور نماز میں مصروف ہو گیا۔ نماز سے فارغ ہوا تو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے نام اور مقام پوچھا۔ تمہیں اس شخص کے بارے میں کچھ معلوم ہے جس کو مسیلمہ کذاب نے آگ میں ڈالا۔ ابومسلم نے جواب دیا۔ اس آزمائش سے مجھے ہی دوچار ہونا پڑا۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے قسم دے کر پوچھا۔ ابومسلم نے کہا بیشک وہ میں ہی تھا۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ بغلگیر ہو کر فرمانے لگے۔ خدا کا شکر ہے جس نے مجھے وہ شخص دکھایا جس کے ساتھ حضرت ابراہیم خلیل اللہ جیسا واقعہ پیش آیا۔ آپ ابومسلم کو امیر المومنین صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس لے گئے۔ ابومسلم نے امیر المومنین کے سامنے واقعہ کی تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔ مجھے گرفتار کر کے مسیلمہ کے سامنے پیش کیا گیا۔ اس نے پوچھا تم شہادت دیتے ہو کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ میں نے کہا میں سنتا نہیں۔ اس نے پھر کہا۔ کیا تم گواہی دیتے ہو محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں؟ میں نے کہا ہاں بیشک محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ تین دفعہ یہی سوال و جواب ہوئے۔ مسیلمہ نے غصے میں آ کر حکم دیا کہ مجھے آگ میں ڈال دیا جائے۔ جب آگ میں پھینکا جانے لگا تو میں نے اللہ سے دعا کی۔ خدایا تو نے نار نمرود کو اپنے خلیل کے لئے گلزار کر دیا۔ تیری قدرت میں ہے کہ اپنے محبوب کے ادنیٰ غلام کے لئے بھی آگ کو ٹھنڈا کر دے۔ قدرت خداوندی نے وہی منظر دکھایا۔ میں آگ سے صحیح سلامت نکل آیا۔ مسیلمہ نے اپنے ساتھیوں کے تذبذب کے خوف سے مجھے یمن سے نکال دیا۔

☆ چھ خصلتیں

ایک شخص حضرت ابراہیم بن ادھم رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی' حضرت مجھے نصیحت فرمائیے۔ آپ نے فرمایا! اگر تو مجھ سے چھ خصلتیں قبول کر لے تو تجھے کوئی خطرہ نہیں۔

۱۔ جب تو گناہ کرے تو خدا کا رزق نہ کھا۔ کتنی بڑی نمک حرامی ہے کہ انسان جس کا رزق کھائے اس کی نافرمانی بھی کرے۔

۲۔ جب تو خدا کی نافرمانی کرے تو اس کے ملک سے نکل جا۔ اس کے ملک میں رہتے ہوئے اس کی نافرمانی بے غیرتی ہے۔

۳۔ گناہ ایسی جگہ کر جہاں خدا نہ دیکھ سکے۔ خدا کو حاضر و ناظر جانتے ہوئے اس کے سامنے کیسے گناہ کرے گا۔

۴۔ ملک الموت روح قبض کرنے آئے تو اسے لوٹا دینا۔ اگر یہ اختیار نہیں تو پھر کس بھروسے پر گناہ کرتا ہے۔
۵۔ قبر میں منکر نکیر کو قریب نہ آنے دینا۔ اگر یہ اختیار نہیں تو ان کے سوالوں کے جوابات کے لئے تیاری کر لے۔
۶۔ قیامت کو جہنم سے بھاگ جانا۔ اگر یہ اختیار نہیں تو پھر یہاں گناہ سے باز آ جا۔

☆ زہد کی اقسام

امام احمد بن حنبل رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا زہد تین قسم کا ہے۔

۱۔ حرام چیزوں کا ترک کرنا۔ یہ عوام کا زہد ہے۔
۲۔ زائد از ضرورت حلال چیزوں کا ترک کرنا۔ یہ خواص کا زہد ہے۔
۳۔ یاد حق سے غافل کر دینے والی تمام چیزوں کا ترک کر دینا یہ عارفوں کا زہد ہے۔

☆ شیطان کا سامان تجارت

حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے دیکھا کہ شیطان چار گدھوں پر سامان تجارت لادے ہوئے جا رہا ہے۔ آپ نے پوچھا' اے مردود! یہ کیا لے جا رہا ہے۔ شیطان نے کہا۔ یہ مال تجارت ہے ایک گدھے پر ظلم' دوسرے پر خیانت' تیسرے پر مکر و فریب اور چوتھے گدھے پر حرص لادا ہوا ہے۔ پیغمبر خدا علیہ السلام نے پوچھا۔ اس مال کا خریدار کون ہے؟ شیطان نے کہا۔ ظلم حکمرانوں اور بادشاہوں کے کام کی چیز ہے' وہ اس کو خریدتے ہیں۔ خیانت تاجروں کے ہاتھ فروخت کرتا ہوں۔ مکر و فریب عورتوں کا پسندیہ مال ہے اور حسد کی علماء کے ہاں بہت مانگ ہے۔ میرے تمام مال کے گاہک موجود ہیں۔

☆ لطفِ خاکساری

بادشاہ خود چل کر فقیر کی جھونپڑی پر پہنچ گیا۔ درویش بڑی بے نیازی سے پاؤں پھیلائے بیٹھا رہا۔ بادشاہ نے ہدیہ پیش کیا۔ فقیر نے لینے سے انکار کر دیا اور کہا جو ہاتھ پھیلاتا ہے وہ پاؤں نہیں پھیلا سکتا۔
سکندر اعظم گھوڑے پر سوار ایتھنز میں گھوم رہا تھا' مشہور فلسفی اور درویش ویر دجانس بھکس کے پاس کھڑے ہو کر کہا۔ بتاؤ کیا پیش کروں؟ درویش نے اوپر نگاہ اٹھائی' دنیا کا سب سے بڑا بادشاہ سامنے تھا۔ درویش نے بڑی بے رخی سے کہا۔ ذرا پرے ہٹ جاؤ اور دھوپ چھوڑ دو۔

☆ کلمے کی برکت

آج بصرہ میں شمعون نامی آتش پرست بستر مرگ پر زندگی کے آخری سانس لے رہا ہے۔ آتش پرستی میں زندگی کے ستر سال برباد کر دیئے۔ اب لحہ بہ لحہ سانس کی ڈوری ٹوٹ رہی ہے۔ کسی محرم نے سرگوشی کی اور حضرت حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ کو رازدارانہ لہجے میں خبر کی کہ آپ کا پڑوسی قریب الموت ہے۔ آپ فوراً اس کے گھر گئے' حال دریافت کیا نہایت محبت اور اخلاص بھرے انداز میں فرمایا۔ دوست تو نے ستر سال خدا کی نافرمانی اور ناآشنائی میں ضائع کر دیئے۔ میرا رب غفور الرحیم ہے۔ اگر تو اب بھی راستی پر آ جائے اور ایمان لے آئے تو وہ تم پر رحم فرمائے گا۔ مجھے اس کی شان رحیمی سے امید ہے کہ تو نجات کا حقدار ہو جائے گا۔ شمعون کچھ دیر خاموش رہا۔ پھر کہنے لگا۔ اس شرط پر ایمان لاتا ہوں کہ آپ سند لکھ دیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے معاف فرما دے گا۔ حضرت حسن بصری رحمتہ اللہ

علیہ اس عجیب سوال پر گہری سوچ میں پڑ گئے ۔ پھر فرمایا۔ اچھا میں لکھ دیتا ہوں ۔ شمعون نے کہا۔ فلاں فلاں دس آدمیوں کی گواہی کرادو۔ آپ نے ایسا ہی کیا اور سند اس کے حوالے کر دی۔ شمعون سند لے کر خوش ہوا اور ایمان کی دولت سے سرفراز ہوتے ہوئے کلمہ توحید پڑھنے لگا۔ پھر کہا جب میں مرجاؤں تو یہ سند میرے ہاتھ میں رکھ دینا۔

چند لمحات کے بعد اس نے آخری سانس لیا اور جان جان آفریں کے سپرد کر دی۔ اس کے دفن ہونے کے بعد اسی رات حضرت حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ نے خواب میں دیکھا کہ وہ جنت کے باغات میں ٹہل رہا ہے۔ پوچھا تیرا کیا حال ہے؟ ہمیں تو تمہارے بارے میں بہت تشویش تھی۔ گو وہ ذات بہت بے نیاز ہے۔ بھلا ہم نے کس زور پر سند لکھ دی؟ خدا جانے کیا معاملہ پیش آئے۔

شمعون نے وہ سند حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ کے حوالہ کی اور کہا۔ مجھ کو ضرورت پیش نہیں آئی۔ صرف کلمہ ہی میرے لئے کافی تھا۔ الحمد للہ! میں اس کی بدولت راحت و آرام میں ہوں۔ حضرت حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ بیدار ہوئے تو سند اپنے ہاتھ میں دیکھی۔ کہا۔ سبحان اللہ! اے خدائے بزرگ و برتر جب ستر سال کا آتش پرست چند دفعہ کلمہ پڑھنے سے تیری رحمت میں داخل ہو گیا۔ تو مومن کو تو کب محروم رکھے گا' جس کی ساری عمر کلمہ کے ساتھ گزری ہو۔

☆ دوست کی صورت میں دشمن

ایک بزرگ کی خدمت میں ایک حاجت مند حاضر ہوا اور ان سے امداد طلب کی۔ سائل کو دینے کے لئے اس وقت ان کے پاس کوئی نقد یا جنس نہ تھی۔ انہوں نے معذرت چاہی۔ اس آدمی نے مکان سے باہر نکل کر برا بھلا کہنا شروع کر دیا۔ ان کا ایک مرید تمام باتیں جا کر ان کو سنانے لگا۔ بزرگ نے کہا' اصل تکلیف تو ہمیں تو نے پہنچائی۔ وہ شخص ہمارے بارے میں جو کچھ کہہ رہا تھا' اس کی مطلق خبر نہیں تھی۔ گویا دشمن نے ہماری طرف تیر پھینکا جو راستہ میں گر گیا تو نے وہ تیر لا کر ہمارے دل میں چبھو دیا۔ من نقل الیک فقد نقل عنک جو دوسروں کی باتیں آپ تک پہنچاتا ہے وہ آپ کی باتیں دوسروں تک بھی پہنچاتا ہے۔

☆ عادل حکومت کی برکتیں

حضرت ابن سعد رحمتہ اللہ علیہ نے طبقات میں نقل کیا ہے۔ موسیٰ بن امین رحمتہ اللہ علیہ' حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمتہ اللہ علیہ کے زمانہ خلافت میں کرمان کے جنگلوں میں بکریاں چرایا کرتے تھے۔ جنگل میں شیر' چیتے اور بکریاں ایک ساتھ رہتے تھے۔ ایک روز بھیڑیئے نے بکری پر حملہ کر دیا اور اسے چیر پھاڑ کر کھا گیا۔ ابن امین رحمتہ اللہ علیہ نے کہا۔ آہ! امیر المومنین عمر بن عبدالعزیز وفات پا گئے۔

☆ اخلاص عمل

لوگ گروہ در گروہ حاضر ہو کر درخت کے سامنے سجدہ ریز ہوتے' حاجتیں پیش کرتے' منتیں مانتے' چڑھاوے چڑھاتے اور اس کو اپنا حاجت روا مشکل کشا سمجھتے۔ ایک عالم دین کلہاڑا لے کر نکلے کہ اس شرک کے گڑھ کو جڑ سے اکھاڑ دیں۔ راستہ میں ایک شخص ان کے سامنے کھڑا ہو گیا اور کہا۔ میں درخت نہیں کاٹنے دوں گا۔ اس سے مخلوق خدا کو فائدہ پہنچ رہا ہے۔ لوگ مرادیں پا رہے ہیں' بھلا تمہیں اس کو کاٹنے سے کیا ملے گا۔ مولوی صاحب نے جواب دیا۔ شرک کے اس گڑھ کو ختم کئے بغیر دم نہیں لوں گا۔ یہاں لوگوں کا عقیدہ بگڑتا ہے۔ غیر اللہ سے حاجتیں مانگنا خدا

کے عذاب کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔ دونوں میں تکرار شروع ہو گئی یہاں تک کہ بات ہاتھا پائی تک جا پہنچی۔ مولوی صاحب نے اس شخص کو زمین پر پچھاڑا اور سینے پر چڑھ بیٹھے۔ اس نے بڑی عاجزی سے عرض کیا۔ حضرت! آپ مجھے چھوڑ دیں۔ میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں' اگر آپ درخت کاٹنے کا ارادہ ترک کردیں اور گھر جا کر اللہ اللہ کریں ہر روز آپ کے تکیے کے نیچے سے دس دینار نکلا کریں گے۔ آپ پوری زندگی فکرِ معاش سے بے نیاز ہو کر عبادت میں گزار سکیں گے۔ لوگ جس حالت میں ہیں' ان کو رہنے دیں۔ آپ نے اگر یہ درخت کاٹ بھی دیا' لوگ پھر بھی ویسے ہی رہیں گے۔

مولوی صاحب اس منطق کے سامنے سپر انداز ہو کر سیدھے گھر چلے گئے' دو روز تک تکیہ کے نیچے سے دینار نکلتے رہے۔ تیسرے روز بند ہو گئے۔ دو چار روز مزید انتظار کیا' لیکن یہ سوتا خشک ہو چکا تھا۔ آپ کلہاڑا لے کر پھر نکل پڑے۔ راستہ میں وہی شخص ملا۔ مولوی صاحب پہلے ہی اس کی بدعہدی پر نالاں تھے۔ دونوں گتھم گتھا ہو گئے۔ اس نے مولوی صاحب کو پچھاڑ لیا اور کہا۔ اب آپ جیت نہیں سکتے۔ آپ کا پہلا جذبہ خدا کے لئے تھا۔ اس لئے غالب آ گئے تھے۔ اب دیناروں کے لئے ہے۔ مولوی صاحب نادم ہوئے۔ پوچھا تم کون ہو؟ اس نے کہا میں شیطان ہوں' لوگوں کو گمراہ کرنے کے لئے میرے پاس کئی تدبیریں ہیں۔ جس طرح کے لوگ ہوں ان کے لئے ویسا ہی جال استعمال کرتا ہوں۔

☆ توکل کا مفہوم

ایک نوجوان بھیڑ بکریوں کو جنگل میں چھوڑ کر گھر چلا آیا۔ بڑے بھائی نے پوچھا' بھیڑ بکریاں کس کے سپرد کر آئے ہو۔ اس نے کہا۔ توکل برخدا چھوڑ آیا ہوں۔ بڑے بھائی نے کہا اے نادان تجھے معلوم نہیں کہ بھیڑیے بھی جنگل میں توکل برخدا پھر رہے ہیں۔

☆ انداز بیان

ایک بادشاہ نے خواب دیکھا کہ اس کے تمام دانت گر گئے۔ صبح ہوئی ایک معبّر کو بلایا' تعبیر پوچھی۔ اس نے کہا۔ حضور آپ کے سب لڑکے بالے اور ازواج آپ کے سامنے مریں گے۔ بادشاہ یہ سن کر سخت ناراض ہوا۔ معبّر کو قید میں ڈال دیا۔ پھر دوسرے معبّر سے تعبیر پوچھی۔ اس نے کہا۔ بادشاہ سلامت آپ کی عمر سب اولاد و ازواج سے زیادہ ہو گی۔ بادشاہ خوش ہوا اور اسے انعام و اکرام سے نوازا۔ وزیر سے کہا' مطلب دونوں کا ایک ہے صرف تہذیب کا فرق ہے۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے یزید کی نامزدگی کے مسئلہ پر احنف بن قیس رضی اللہ عنہ سے پوچھا۔ آپ کی کیا رائے ہے؟ انہوں نے کہا سچ کہوں تو آپ ناراض ہوں گے' جھوٹ کہنے پر خدا ناراض ہو گا۔ اس لئے خاموش رہنے میں ہی بھلا ہے۔

☆ جچتا نہیں نظروں میں یاں خلعت سلطانی

سلطان محمود غزنوی شیخ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کے لئے خرقان پہنچے۔ شہر کے باہر سے حکم بھیجا کہ بادشاہ کے استقبال کے لئے پہنچو۔ آپ نے ایلچی سے کہا۔ ہمیں بادشاہ سے واسطہ نہیں' ہم نہیں جائیں گے' ایلچی نے کہا۔ خدا کا تو یہ فرمان ہے اللہ و رسول ﷺ اور اولی الامر کی اطاعت کرو۔ آپ نے فرمایا۔ ابھی تو اللہ اور

رسول ﷺ کی اطاعت کی منزل ہی پوری نہیں ہو سکی ۔ بادشاہ خود ہی حاضر ہو گیا' کچھ اشرفیاں خدمت میں پیش کیں ۔ فرمایا یہ ہمارے حلق سے نہیں اتر سکتیں ۔ بادشاہ رخصت ہونے لگا ۔ آپ نے کھڑے ہو کر الوداع کہا اور فرمایا ۔ جب تم آئے تھے تو شاہی غرور میں تھے' اب عاجزی سے جا رہے ہو' اس لئے ہم نے تعظیم کی ۔ آپ شریعت اور معرفت کے اعلیٰ مقام پر فائز تھے ۔ ہر وقت شہود کی کیفیت میں رہتے ۔ ایک دفعہ حکیم بوعلی سینا آپ کی زیارت کے لئے آئے' آپ گھر پر نہ تھے ۔ بیوی سے پوچھا شیخ کہاں ہیں؟ اس نے کہا ۔ اس ملحد اور زندیق سے تمہیں کیا کام ۔ ان الفاظ سے بوعلی سینا کی شیخ کے ساتھ عقیدت کو کچھ متزلزل کر دیا ۔ آپ واپس چلے' اتنے میں کیا دیکھتے ہیں کہ ابوالحسن ایک شیر پر آ رہے ہیں ۔ مسکرا کر فرمایا' اگر ہم عورت کا بوجھ نہ اٹھا سکتے تو شیر ہمارا بوجھ کیسے اٹھاتا ۔

☆ شاہی بستر

لونڈی بادشاہ کا بستر بچھا رہی تھی ۔ نرم نرم بستر اسے بہت اچھا لگا ۔ سوچا بادشاہ کے سونے میں ابھی کچھ وقت ہے کیوں نہ تھوڑی دیر اس کا لطف اٹھا لوں ۔ لیٹتے ہی آنکھ لگ گئی ۔ بادشاہ نے آ کر دیکھا تو حکم دیا ۔ اسے پچاس کوڑے مارے جائیں ۔ لونڈی نے کوڑے کھانے کے بعد آہ بھری' بادشاہ نے پوچھا ۔ کیا بات ہے؟ کہنے لگی' چند لمحات اس بستر پر لیٹنے کا یہ انعام ملا ہے جو ہر روز اس پر لیٹتے ہیں ان کا کیا بنے گا ۔

☆ حاتم اصم رحمتہ اللہ علیہ قاضی کے دربار میں

ایک دفعہ حضرت حاتم اصم رحمتہ اللہ علیہ قزوین کے قاضی کے ہاں تشریف لے گئے ۔ آپ نے دیکھا قاضی صاحب کا لباس اور بود و باش امیرانہ اور بڑے ٹھاٹھ باٹھ ہیں ۔ مکان قیمتی ساز و سامان سے بھرا پڑا ہے ۔ حاتم اصم رحمتہ اللہ علیہ نے کہا ۔ میں آپ کے سامنے وضو کرتا ہوں ۔ اگر کوئی غلطی ہو تو اصلاح فرما دیجئے ۔ آپ نے وضو شروع کیا ۔ ہر عضو کو سنت کے مطابق دھویا' پاؤں دھونے لگے تو تین کی بجائے چار دفعہ پانی ڈالا ۔ قاضی صاحب نے فوراً ٹوکا اور کہا ۔ آپ نے غلطی کی ہے ۔ پوچھا کیا غلطی ہوئی؟ قاضی صاحب نے کہا ۔ تین دفعہ سے زیادہ پانی ڈالنا اسراف کے حکم میں آتا ہے ۔ حضرت حاتم اصم رحمتہ اللہ علیہ نے کہا ۔ سبحان اللہ! غریب ایک چلو پانی بہا کر مجرم ہو گیا تو پھر جناب کا یہ ٹھاٹھ باٹھ کس زمرے میں آتا ہے ۔

☆ لوٹ کے بدھو گھر کو آئے

ایک حسین لونڈی حمام سے نکلی ۔ ایک نوجوان اس کے سامنے آ کر کہنے لگا ۔

زینھا للنظرین ہم نے اس کو دیکھنے والوں کے لئے خوبصورت بنایا ۔

لڑکی نے فوراً کہا حفظنھا من کل شیطن الرجیم ہر شیطان مردود سے ہم نے اس کو محفوظ کر دیا ۔

نوجوان نرید ان ناکل منھا وتطمئن قلوبنا ہم اس سے کھانا چاہتے ہیں تاکہ دل مطمئن ہو ۔

لڑکی لن تنالوا البر حتی تنفقو نیکی حاصل نہیں کر سکتے جب تک خرچ نہ کرو (حق مہر نہ دے لو)

نوجوان الذین لا یجدون نکاحا جو نکاح کی استطاعت نہ رکھتے ہوں ۔

لڑکی اولئک عنھا مبعدون وہ اس سے دور ہی رہیں گے ۔

نوجوان نے سوچ کر کہالعنۃ اللہ علیک تجھ پر اللہ کی لعنت ہو۔

لڑکی نے کہاللذ کر مثل حظ الانثیین مرد کے لئے دگنا حصہ ہے۔

نوجوان نہایت ذلیل ہوااور اپنا سامنہ لئے بھاگ گیا۔

☆ اصحاب رسول ﷺ کے ساتھ بغض کا انجام

شیخ ابن الزغب یمنی رحمتہ اللہ علیہ ہر سال حج کے بعد مدینہ منورہ میں رحمت دو جہاں ﷺ کے روضہ اقدس پر حاضری دیتے۔ مواجہہ شریف کے سامنے کھڑے ہو کر درود و سلام کے بعد آپ ﷺ کی شان میں قصیدے پڑھتے۔ پھر صاحبین رضی اللہ عنہم کی خدمت میں سلام عرض کرتے' ان کی مدح میں اشعار پڑھتے۔ اس عاشق رسول ﷺ اور محبت صحابہ رضی اللہ عنہم کا انداز اس قدر والہانہ ہوتا کہ دیکھنے والے بھی آبدیدہ ہو جاتے۔

ایک دفعہ حسب عادت قصیدہ پڑھ کر فارغ ہوئے تو ایک شخص نے کھانے کی دعوت دی۔ آپ نے مدینۃ الرسول ﷺ میں دعوت سے انکار کرنا مناسب نہ سمجھا۔ ساتھ چل پڑے' اس کے مکان پر پہنچے تو دروزاہ سے داخل ہوتے ہی دو حبشی غلاموں نے حملہ کر دیا۔ آپ کو زمین پر گرالیا اور آپ کی زبان کاٹ دی۔ جو شخص ساتھ لایا تھا' اس نے آپ کی طرف کٹی ہوئی زبان پھینکتے ہوئے کہا۔'' جاؤ' ابوبکر اور عمر سے کہو اس کو جوڑ دیں۔

شیخ کٹی ہوئی زبان ہاتھ میں لئے روضہ رسول ﷺ پر حاضر ہوئے۔ عرض کی آقا' آپ کے ان دو ساتھیوں کے ساتھ محبت اور عقیدت کی غلام کو یہ سزا ملی ہے۔ میں اپنا دردوالم کس کو سناؤں۔ آپ کے سوا یہاں میرا کون غمخوار ہے۔ اسی حالت میں آپ پر غنودگی طاری ہوگئی۔ دیکھا کہ رحمت دو جہاں ﷺ سیدنا صدیق اکبر اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہم کے کندھوں پر ہاتھ رکھے تشریف لا رہے ہیں۔

رحمت دو جہاں ﷺ نے فرمایا۔ ابن زغب منہ کھولو۔ ابن زغب رحمتہ اللہ علیہ نے منہ کھولا تو رحمت دو جہاں ﷺ نے اپنے دست مبارک سے کٹی ہوئی زبان ان کے منہ میں رکھ دی۔ اسی دوران میں ابن زغب کی آنکھ کھل گئی۔ کیا دیکھتے ہیں کہ زبان بالکل صحیح اصلی حالت میں ہے۔

دوسرے سال پھر حج کے لئے تشریف لائے' روضہ اقدس پر بھی حاضری دی۔ دربار نبوت میں درودوسلام عرض کیا اور حسب عادت قصیدہ بھی پیش کیا۔ بحر رحمت میں آپ غوطہ زن تھے کہ ایک نوجوان پیچھے آکر کھڑا ہو گیا اور عرض کی۔ حضرت میں اپ کو اپنے غریب خانہ پر لے جانے کی تمنا لے کر حاضر خدمت ہوا ہوں۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے تھوڑا سا توقف فرمایا پھر اللہ کا نام لے کر ساتھ چل پڑے۔ دروازہ پر پہنچے یہ تو وہی گھر ہے۔ اندر جاؤں یا نہ جاؤں۔ کوئی دھوکہ اور سازش نہ ہو۔ نوجوان نے عرض کیا۔ حضرت بے خطر تشریف لے چلیں۔ آپ کو کوئی گزند نہیں پہنچے گی۔ آپ اندر تشریف لے گئے۔ نوجوان نے بڑے عزت واکرام سے آپ کو بٹھایا' کھانا پیش کیا' پھر ایک کوٹھڑی دکھائی جس میں ایک بندر تھا۔ اس نے عرض کیا۔ حضرت آپ سمجھے یہ کون ہے؟ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا' نہیں۔ عرض کی یہ وہی شخص ہے جس نے آپ کی زبان کٹوائی تھی۔ یہ بدنصیب میرا باپ ہے۔

☆ سید القوم خادمھم

امیر المومنین حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ایک رات مدینہ منورہ کا گشت کر رہے تھے۔ شہر سے ذرا باہر ایک جھونپڑی میں ٹمٹماتی آگ نظر آئی۔ قریب گئے' دیکھا ایک بڑھیا چولہا جلا رہی ہے اور اس کے معصوم بچے بلک

بلک کر رو رہے ہیں ۔ بڑھیا' بچے کیوں رو رہے ہیں؟ بڑھیا نے جواب دیا ۔ بھوک کی وجہ سے رو رہے ہیں ۔ پوچھا ہنڈیا میں کیا پک رہا ہے ۔ بڑھیا نے کہا پکانے کے لئے کچھ نہیں صرف بچوں کو بہلانے کے لئے پانی چڑھا رکھا ہے ۔ آپ نے فرمایا ۔ اللہ کی بندی اگر تمہاری یہ حالت ہے تو امیر المومنین سے جا کر ذکر کیوں نہ کیا ۔ بڑھیا نے کہا ۔ امیر المومنین کا فرض ہے کہ وہ ہماری خبر رکھیں ۔ آپ رضی اللہ عنہ اسی وقت واپس گئے' کھانے پینے کا سامان اٹھایا' بڑھیا کی جھونپڑی پر پہنچے ۔ بچوں کے لئے کھانا تیار ہوا ۔ انہوں نے پیٹ بھر کر کھایا ۔ امیر المومنین بچوں کو نہال دیکھ کر بہت خوش ہوئے ۔ بڑھیا نے کہا' حق تو یہ تھا کہ عمر کی جگہ امیر المومنین تم ہوتے ۔

☆ پادری اور بس ڈرائیور

یورپ میں کہاوت مشہور ہے کہ ایک پادری اور ایک بس ڈرائیور کی روحیں بیک وقت خدا کے پاس پیش کی گئیں ۔ حکم ہوا کہ پادری کو دوزخ اور ڈرائیور کو بہشت میں لے جاؤ ۔ پادری کی روح نے عرض کیا ۔ خدایا ایسا کیوں ۔ جواب ملا' اس لئے کہ جب تم وعظ کہتے تو سب لوگ غفلت کی نیند سو جاتے اور جب ڈرائیور گاڑی چلاتا تو ہر شخص توبہ توبہ کرتا کہ شاید زندگی کا یہ آخری سفر ہو ۔

☆ رب کائنات کی شان کریمی

حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کا معمول تھا کہ جب تک کوئی مہمان شریک طعام نہ ہوتا آپ بہت بے چین رہتے ۔ ایک روز ایک بوڑھے گنوار کو پکڑ کر لے آئے کہ ہمارے ساتھ کھانا کھاؤ ۔ کھانا اس کے سامنے رکھا اور فرمایا' اللہ کے نام سے شروع کرو ۔

بوڑھے نے کہا ۔ میں تو اللہ کو نہیں مانتا ۔ ہاں اپنے خداؤں کا نام لے کر شروع کر سکتا ہوں ۔ جن کی ساری عمر پوجا کرتا رہا ہوں ۔ حضرت خلیل اللہ علیہ السلام کو بتوں سے سخت نفرت تھی ۔ آپ نے فرمایا ۔ اگر خدا کا نام لینے سے تمہیں اتنی چڑ ہے تو فوراً میرے گھر سے چلے جاؤ ۔

رب کائنات نے اسی وقت اپنے پیارے خلیل علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی ۔ اے ابراہیم یہ شخص اسی سال ہمارا انکار کرتا رہا مگر ہم نے ایک دن بھی اس کا رزق بند نہیں کیا ۔

☆ شکاری کے جال میں ایک خوبصورت چڑیا پھنس گئی ۔ چڑیا نے کہا ۔ اے عقلمند انسان مجھ ننھی سی جان سے تیرا کیا بنے گا ۔ اگر تو مجھے چھوڑ دے تو ایسی بیش بہا تین نصیحتیں کروں گی کہ تجھے ہمیشہ کام آئیں گے ۔ پہلی نصیحت تیرے ہاتھ پر بیٹھ کر' دوسری دیوار پر اور تیسری درخت کی شاخ پر بیٹھ کر کروں گی ۔ شکاری نے کہا ۔ مجھے منظور ہے ۔ چڑیا کو جال سے نکال کر ہاتھ پر بٹھایا ۔ چڑیا نے کہا ۔ پہلی نصیحت یہ ہے کہ ناممکن بات پر کبھی یقین نہ کرنا ۔ کہنے والا چاہے کتنا ہی معتبر ہو ۔ یہ کہہ کر چڑیا پھر سے اڑی اور دیوار پر جا بیٹھی اور کہا ۔ دوسری نصیحت یہ ہے کہ گزری ہوئی مصیبت کا غم اور راحت کی خوشی فضول ہے ۔ شکاری نے کہا ۔ اس کی وضاحت کرتا کہ بات آسانی سے سمجھ آئے ۔ چڑیا نے کہا ۔ دیکھ میرے پوٹے میں ایک چھٹانک کا ہیرا ہے جو کسی بادشاہ کی پوری سلطنت سے بھی زیادہ گرانمایہ ہے ۔ یہ سنتے ہی شکاری کی چیخ نکل گئی اور کف افسوس ملنے لگا ۔ چڑیا اڑ کر درخت پر جا بیٹھی ۔ شکاری نے آنسو پونچھتے ہوئے کہا ۔ تیسری نصیحت کیا ہے؟ چڑیا نے کہا تجھ جیسے احمق کو تیسری نصیحت کرنا فضول ہے کیونکہ تو نے پہلی اور دوسری نصیحت کو فراموش کر دیا ۔ شکاری نے کہا ۔ میں نے

کب فراموش کیا؟ چڑیا نے کہا۔ کم عقل انسان ذرا سوچ کیا میرے پوٹے میں چھٹانک کا ہیرا آ سکتا ہے؟ تو نے ناممکن بات پر یقین کر لیا' پھر جو بات ہو چکی اس پر رونا شروع کر دیا۔

☆ نفسیات کا لحاظ

ایک ذاکر محرم کی مجالس پڑھنے کے لئے پٹھانوں کے علاقہ میں چلا گیا۔ کئی روز تک کربلا کے واقعات مختلف انداز میں بیان کرتا رہا۔ لیکن پٹھان اس کے بیان سے متاثر نہ ہوئے۔ اس نے سوچا اگر یہی حالت رہی تو خالی ہاتھ واپس جانا پڑے گا۔ آخر کار اس نے سامعین کی نفسیات کا پوری طرح جائزہ لے کر واقعۂ کربلا کچھ اس طرح بیان کرنا شروع کیا۔

''نواسہ رسول ﷺ' جگر گوشہ بتول' سوار دوش نبوت ﷺ محرم راز حقیقت' سردار نوجوانان جنت' امام عالی مقام اور ان کے شیر خوار بچوں اور خاندان نبوت کی بیٹیوں پر جو مظالم توڑے گئے اس پر آسمان کانپ اٹھا۔ زمین لرزنے لگی' پہاڑ ہلنے لگے' سمندروں کا سینہ چھلنی ہونے لگا کیونکہ ظالموں نے پانی بند کر دیا' خیمے جلا دیئے حتیٰ کہ معصوم بچوں کے ہاتھوں سے نسوار کی ڈبیاں بھی چھین لیں''۔ جب نسوار پر زور خطابت تھا تو پٹھانوں کی چیخیں نکل گئیں اور ذاکر صاحب خوش ہو گئے کہ ان کی چاندی کھری ہو گئی۔

☆ ہوئے تم دوست جس کے ۔۔۔

ایک شخص قبائلی علاقہ میں گیا۔ مسافر تھا' ایک قبائلی نے اپنی روایات کے مطابق کہا۔ خو تم ہمارا مہمان ہو گا۔ اتنے میں دوسرا قبائلی آیا۔ اس نے کہا نہیں تم ہمارا مہمان ہو گا۔ مہمان نے معذرت کرنا چاہی تو اس نے کہا اگر تم ہمارا مہمان نہیں ہو گا تو ہم تم کو گولی مار دے گا۔ مہمان نے پہلے میزبان سے فریاد کی۔ اس نے کہا خو مارتا ہے تو مر جاؤ۔ ہم اپنے ایک مہمان کے بدلے اس کے دس مہمان مارے گا۔

☆ حضور ﷺ کا مہمان

ابوعبداللہ الجلاء رحمتہ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ میں روضۂ اقدس پر حاضر ہوا۔ سلام عرض کیا۔ پھر میں نے التجا کی۔ یارسول اللہ' غلام فاقہ سے ہے۔ آج آپ کے در رحمت سے کھانا عنایت ہو۔ رات کو سو گیا' خواب میں حضور ﷺ کی زیارت ہوئی۔ آپ نے اپنے دست مبارک سے روٹی عطا فرمائی۔ میں نے روٹی کھانا شروع کی۔ اچانک میری آنکھ کھل گئی۔ دیکھتا ہوں کہ بچی ہوئی روٹی میرے ہاتھ میں ہے۔

☆ تارک سنت ولی نہیں

بغداد میں ایک پیر صاحب کا ورود ہوا۔ مریدوں کا جم غفیر ساتھ تھا۔ لوگ جوق در جوق زیارت کے لئے حاضر ہو رہے تھے۔ حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ نے سنا تو وہ بھی زیارت کے لئے حاضر ہوئے۔ جس وقت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ پہنچے۔ پیر صاحب مسجد میں داخل ہو رہے تھے۔ انہوں نے مسجد میں داخل ہوتے وقت پہلے بایاں پاؤں اندر رکھا۔ حضرت جنید رحمتہ اللہ علیہ یہ حالت دیکھ کر بغیر ملاقات واپس چل پڑے۔ لوگوں نے وجہ پوچھی۔ آپ نے فرمایا۔ سنت کے خلاف عمل کرنے والا تو اچھا مسلمان کہلانے کا بھی مستحق نہیں۔ اس شخص نے میرے آقا کی سنت کے خلاف عمل کیا ہے۔ ایسا شخص عزت و اکرام کے قابل نہیں۔

☆ لکل فن رجال

کشتی میں مولانا صاحب دریا کی لہروں کا نظارہ کرتے ہوئے ملاح سے مخاطب ہوئے۔ ارے میاں! کچھ لکھنا پڑھنا بھی سیکھا ہے یا صرف کشتی چلانا ہی جانتے ہو؟ ملاح نے عرض کیا۔ حضرت! غریب آدمی ہوں' بچپن سے یہی دھندا کر رہا ہوں' پڑھنے لکھنے کا وقت ہی کہاں ملا ہے۔

اوہو! تم نے آدھی زندگی برباد کردی۔ مولوی صاحب نے فرمایا۔

تھوڑی دیر بعد کشتی گرداب میں پھنس گئی۔ سب کو جان کے لالے پڑ گئے۔

ملاح نے کہا۔ حضرت فوراً چھلانگ لگا دیجئے کشتی ڈوب رہی ہے۔

مولوی صاحب نے کہا۔ ہم تیرنا نہیں جانتے۔

ملاح نے کہا۔ اُف' آپ نے تو ساری زندگی برباد کر لی۔

☆ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ذہانت

ایک ملحد نے شیر خدا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے پوچھا۔ انسان مجبور ہے یا مختار؟ فرمایا۔ دونوں باتیں ہیں۔ اس نے کہا۔ یہ کیسے ہوسکتا ہے؟ وہ کھڑا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ ایک پاؤں اٹھالو۔ اس نے اٹھالیا۔ فرمایا۔ اب دوسرا بھی اٹھالو۔ اس نے کہا۔ یہ تو ممکن نہیں۔ شیر خدا نے فرمایا۔ بس اس قدر انسان مختار اور مجبور ہے۔

ایک دفعہ جان دو جہاں ﷺ کھجوریں تناول فرما رہے تھے۔ آپ ﷺ نے گٹھلیاں اٹھا کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سامنے رکھ دیں اور فرمایا۔ من کثر نواتہ فھوا کول جس کی گٹھلیاں زیادہ ہیں وہی پرخور ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کی۔ من اکل مع النواۃ فھوا کول جو گٹھلیوں سمیت کھا گیا وہ پرخور ہے۔ اس گفتگو سے محفل میں انبساط کی بہار کھل گئی۔

☆ آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ سے ایک پادری نے پوچھا۔ آپ کے عقیدہ کے مطابق آپ کے رسول (ﷺ)' اللہ کے بڑے پیارے اور محبوب ہیں' پھر ان کے نواسہ کو جس بے دردی سے میدان کربلا میں قتل کر دیا گیا' خدا نے ان کی مدد کیوں نہ کی۔ شاہ صاحب نے فرمایا۔ لوگوں نے خدا کے اکلوتے کو سولی پر چڑھا دیا وہ ان کی مدد نہ کرسکا۔ یہاں صرف نواسہ کی بات ہے۔

جہالت عقل وفطرت کو بھی مسخ کر دیتی ہے

☆ بنی تمیم کے سردار قیس بن عاصم کا بیان ہے کہ میں سفر میں تھا۔ میرے گھر میں ایک بچی پیدا ہوئی۔ بیوی نے میرے ڈر کی وجہ سے اسے اپنی بہن کے ہاں بھیج دیا۔ سفر سے واپس آیا تو اس نے بتایا کہ مرا ہوا بچہ پیدا ہوا تھا۔ بات آئی گئی ہوگئی۔ چار پانچ سال کا عرصہ گزر گیا۔ ایک روز میں گھر سے باہر تھا۔ ماں بچی کو گھر لے آئی۔ میں اچانک گھر آ گیا۔ خوبصورت پھول سا چہرہ ہنستی کھیلتی بچی دیکھ کر بہت خوشی ہوئی۔ وہ مجھے اتنی پیاری لگی کہ میں نے گود میں بٹھالی۔ پیار کیا۔ بیوی سے پوچھا۔ یہ کس کی بچی ہے؟ اس نے دیکھا کہ شفقت پدری کے سوتے پھوٹ رہے ہیں۔ معصوم چہرے کی پیاری اداؤں نے باپ کے دل کو موم کر دیا ہے۔ جواب

دیا۔ بچی اپنے باپ کی گود میں بیٹھی ہے۔ پھر اس نے سارا واقعہ بیان کیا۔ میں نے بے اختیار بچی کو گلے سے لگالیا۔ آنکھوں سے خوشی کے آنسو ڈھلکنے لگے۔ بچی بھی میرے ساتھ چمٹ گئی۔ دن گزرتے گئے۔ گھر میں بہار کا سماں تھا۔ تھوڑی دیر کے لئے بھی بچی میری آنکھوں سے اوجھل ہو جاتی تو میں بیتاب ہو جاتا۔

ایک روز اچانک جہالت کی آگ بھڑک اٹھی۔ میں نے غیرت کے ہاتھوں مغلوب ہو کر یہ فیصلہ کرلیا کہ پہلے اس کے کہ کوئی داماد بن کر میرے گھر آئے اس ذلت کی پوٹلی کو دفن کرتا ہوں۔ بیوی سے کہا۔ بچی کو تیار کرو۔ ایک دوست کے ہاں دعوت پر جانا ہے۔ ماں نے نہلا دھلا کر کپڑے پہنائے' بچی بھی خوش خوش ساتھ چل رہی تھی۔ توتلی زبان میں میٹھی میٹھی باتیں کئے جا رہی تھی۔ لیکن میرا دل جو شقاوت' قساوت اور جہالت کی وجہ سے پتھر بن چکا تھا' بالکل نرم نہ ہوا۔ جنگل میں پہنچ کر گڑھا کھودنا شروع کر دیا۔ بچی بار بار پوچھتی۔ ابا یہ کیوں کھود رہے ہیں؟ یہاں آپ کیا کریں گے؟ وہ میرے کپڑوں سے مٹی جھاڑتی۔

گڑھا تیار ہو گیا۔ میں نے بچی کو بازوؤں سے پکڑا گڑھے میں پھینک دیا' جلدی جلدی اس پر مٹی ڈالنا شروع کر دی۔ بچی حسرت اور رحم طلب نظروں سے میری طرف دیکھتی رہی' چیختی چلاتی رہی' میرے ابا جی۔ آپ مجھے کیوں مار رہے ہیں۔ مجھ پر مٹی کیوں ڈال رہے ہیں؟ لیکن بچی کی آہ و فریاد کا میرے دل پر کوئی اثر نہ ہوا۔

ایک شخص جان کائنات ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ ﷺ کے سامنے عہد جاہلیت کا یہ واقعہ بیان کیا۔ یارسول اللہ ﷺ! میری ایک پیاری بچی تھی۔ جب بھی اس کو بلاتا' دوڑ کر آتی' ایک دن بلایا وہ خوشی خوشی میرے پاس آئی۔ میں اس کو ساتھ لے کر چلا' میں آگے تھا' وہ میرے پیچھے دوڑی چلی آ رہی تھی' تھوڑے فاصلے پر ایک کنواں تھا' کنویں کے پاس میں رک گیا' بچی قریب آئی' اس کا ہاتھ پکڑا اور اٹھا کر کنویں میں پھینک دی۔ معصوم بچی چلاتی رہی۔ درد بھری آواز میں ابا ابا پکارتی رہی۔ یارسول اللہ ﷺ اس کی زندگی کی یہ آخری آواز میرے کانوں نے سنی۔

مصلحت خداوندی کو کوئی نہیں جانتا

☆ ملک الموت روحیں لے کر بارگاہ ایزدی میں حاضر ہوا۔ حکم ہوا اے عزرائیل! میرے بندوں کی روحیں قبض کرتے ہوئے تجھے کسی پر رحم بھی آیا؟ عرض کی۔ مولا کریم! تیرے حکم کی بجا آوری میں سر تسلیم خم ہے۔ لیکن ایک ایسا واقعہ ہے جسے بھلایا نہیں جا سکتا۔ مسافروں سے بھرا ہوا جہاز سمندر کی موجوں سے ہمدوش ہوتا ہوا رواں دواں تھا۔ میں نے آپ کے حکم سے اس کو پاش پاش کر دیا۔ سب کی روحیں قبض کر لیں' صرف ایک عورت اور اس کا نوزائیدہ بچہ چھوڑ دیا گیا۔ ماں بیٹا ایک تختہ پر بیٹھے رہے۔ سمندر کی لہروں اور ہواؤں نے ان کو ایک ایسے جزیرے میں پہنچا دیا۔ صرف درندوں کا مسکن تھا۔ کنارے پر لگتے ہی حکم ہوا بچے کی ماں کی روح قبض کر لی جائے۔ ماں بچے سے اس حالت میں جدا کی گئی کہ ننھی جان کے ارد گرد درندے ہی درندے تھے۔ اس حادثہ نے مجھے بیقرار کر دیا۔

فرمایا! اے عزرائیل جانتے ہو وہ بچہ اب کہاں ہے؟ اور کس حال میں ہے؟ عرض کیا مولا غیب کے خزانے تیرے پاس ہیں۔ کائنات کے ذرہ ذرہ کا علم رکھنے والی صرف تیری ذات ہے۔ کوئی نبی یا فرشتہ بھی تیرے بتائے سے زیادہ کچھ نہیں جانتا۔

ارشاد ہوا۔ اے عزرائیل سن ہم نے اس جزیرے میں بچے کی ضروریات کے تمام سامان مہیا کر دیئے۔ جنگل میں ایک بھیڑیے کی مادہ نے بچے جنے تھے۔ ہم نے حکم دیا کہ اپنے بچوں کے ساتھ اس معصوم بچے کو بھی دودھ پلا۔ اس کی دیکھ بھال کرا سے کوئی گزند نہ پہنچنے دے۔ وہ بچہ جزیرے میں پرورش پا کر خوب صحت مند ہوا۔ ہم نے اس کے پاؤں میں کبھی کانٹا بھی نہ چبھنے دیا' لیکن آج وہی شخص نمرود بن گیا ہے۔ خدائی کا دعویٰ کر رہا ہے۔ اس نے میرے خلیل کو آگ کے الاؤ میں پھینکا۔ مگر ہم نے آگ کو گلزار کر دیا۔

بے سلیقہ نیکی

☆ ایک مؤذن نہایت بدآواز تھا۔ لیکن اسے یہ خوش فہمی تھی کہ اس کی آواز بڑی سریلی اور میٹھی ہے۔ لوگ اس کی خرآوازی اور بے ہنگم شوروغوغا سے بہت پریشان ہوتے۔ بچے خوفزدہ ہو کر رونا شروع کر دیتے۔ جانور بدک جاتے۔ ایسی آواز کو گویا پہاڑ پر بجلی گری ہو اور چٹانیں لڑھک پڑیں۔ یا مردوں کو زندہ اور زندوں کو مارنے کے لئے جعلی صور پھونکا جارہا ہو۔ لوگوں نے کچھ رقم جمع کر کے اس کے حوالہ کی اور اسے مسجد سے فارغ کر دیا۔ وہ رقم لے کر حاجیوں کے قافلہ میں شامل ہو گیا۔ قافلہ ایک ایسی بستی کے قریب ٹھہرا جہاں تمام باشندے یہودی تھے۔ عشاء کی نماز کا وقت ہوا۔ اس ''رشک بلبلاں'' نے اذان شروع کر دی۔ بستی والے گھبرا کر باہر نکل آئے۔ سب پریشان تھے کہ کیا آفت ٹوٹ پڑی ہے۔ جب اصل صورت حال واضح ہوئی تب جا کر سکھ کا سانس لیا۔ صبح سویرے ایک بوڑھا یہودی کچھ تحائف لے کر قافلہ والوں کے پاس آیا اور پوچھا۔

''آپ کا مؤذن کہاں ہے؟ میں اس کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں۔ مجھے احساس ہے کہ اس کے احسان کا بدلہ دینا میرے بس میں نہیں' بہرحال یہ حقیر سا نذرانہ پیش خدمت کرنا ضرور سمجھتا ہوں''۔ قافلے کے امیر نے کہا۔ اس شخص کا تم پر کیا احسان ہے۔

یہودی نے جواب دیا۔ اصل واقعہ یہ ہے کہ میری اکلوتی بیٹی کے دماغ میں اسلام کا بھوت سوار ہو چکا تھا۔ ہم نے بہت سمجھایا' لیکن وہ اسلام قبول کرنے کے لئے پختہ عزم کر چکی تھی۔ آج اس مؤذن نے ہماری بیٹی کو اسلام سے بچانے کے لئے وہ کارنامہ سرانجام دیا جو ہمارے بڑے بڑے ربی اور مذہبی رہنما نہ دے سکے۔ رات کو جب اس نے اذان دینا شروع کی تو ہماری بیٹی نے پوچھا یہ مکروہ آواز کس کی ہے' جو دماغ پر ہتھوڑے برسا رہی ہے۔ ہم نے کہا یہ اذان ہے۔ نماز کے وقت مسلمان لوگوں کو اذان کے ذریعے نماز کے لئے بلاتے ہیں۔ یہ سنتے ہی وہ خوف سے کانپنے لگی۔ اسلام کے بارے میں اس کی سوچ یکدم بدل گئی۔ اب بتایئے اس مؤذن سے بڑھ کر ہمارا کون محسن ہو گا؟

ہوئے تم دوست جس کے دشمن اس کا آسمان کیوں ہو

ہر حال میں شکر گزاری

☆ حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ ایک دفعہ میرے ساتھ یہ معاملہ پیش آیا کہ میرا جوتا ٹوٹ گیا۔ نیا جوتا خریدنے کی استطاعت نہ تھی۔ تپتی دھوپ میں ننگے پاؤں کوفہ کی مسجد میں جمعہ پڑھنے کے لئے گیا۔ مجھے اپنی حالت پر بہت خفت محسوس ہو رہی تھی۔ دیکھا کہ مسجد کی سیڑھیوں پر ایک شخص بیٹھا ہے جس کے دونوں

پاؤں کٹے ہوئے ہیں۔ میں نے فوراً اپنی حالت کا جائزہ لیا اور خدا کا شکر ادا کیا کہ میرے پیر تو سلامت ہیں۔

شیر خدا کی قوت ایمانی

☆ فاتح خیبر شیر خدا علی المرتضی رضی اللہ عنہ کی بہادری اور شجاعت کے کارنامے سن کر ایک بوڑھا یہودی آپ کو دیکھنے کے لئے مدینہ منورہ آیا۔ جب وہ آپ کے ہاں پہنچا' اس وقت آپ جو کی خشک روٹی کھا رہے تھے اور پیشانی سے پسینے کے قطرے گر رہے تھے۔ یہودی نے کہا۔ آپ کی طاقت اور بہادری کے قصے میں نے بہت سنے ہیں لیکن آپ کو دیکھنے کے بعد میرا یقین اٹھ گیا ہے کہ آپ نے ہی خیبر کے آہنی دروازہ کو توڑا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ جو تم دیکھ رہے ہو یہ میری جسمانی طاقت ہے اور جس سے در خیبر کو توڑا وہ ایمانی قوت تھی۔

☆ ایک بدو امیر المومنین علی المرتضی رضی اللہ عنہ سے ملنے کے لئے آپ کے گھر پہنچا۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے مہمان کے سامنے کھانا رکھا۔ اس نے کہا' بخدا میں اس وقت تک کھانا نہیں کھاؤں گا جب تک اس فقیر کو بھی شریک طعام نہ کرلوں جو مسجد میں خشک روٹی کے ٹکڑے چبا رہا ہے۔ امام حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا وہی امیر المومنین ہیں۔

صحابہ رضی اللہ عنہ کے مزار

☆ شہر ''سلمان پارک'' میں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کا مزار ہے۔ ان کے مزار پر سالانہ عرس لگتا ہے جس میں اعیان حکومت اور عوام پیدل چل کر آتے ہیں۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے مزار کے قریب دو اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے مزار ہیں۔ ایک حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ ہیں اور دوسرے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ۔ ان کے مزار پہلے دریائے دجلہ کے قریب واقع تھے لیکن بعد میں ان کو دوسری جگہ منتقل کر دیا گیا۔ منتقلی کا یہ واقعہ بڑا حیرت انگیز ہے۔

۱۹۳۴ء میں عراق کے حکمران شاہ فیصل اول نے خواب میں دیکھا کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ اسے فرما رہے ہیں کہ مجھے اور جابر بن عبداللہ کو یہاں سے کسی دوسری جگہ منتقل کر دو۔ کیونکہ دریا اپنا راستہ بدل رہا ہے۔ اس کا پانی ہماری قبروں تک پہنچ گیا ہے۔

بادشاہ نے یہ خواب دیکھا لیکن اس کی کوئی تعبیر اس کی سمجھ میں نہ آئی۔ اس لئے اس نے کوئی توجہ نہ دی۔ دوسری رات اسے پھر یہی خواب آیا کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرما رہے ہیں کہ ہمیں جلدی یہاں سے منتقل کر دو لیکن بادشاہ کی سمجھ میں پھر بھی کوئی بات نہ آئی۔ تیسری رات یہی خواب عراق کے مفتی اعظم کو آیا۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرما رہے ہیں کہ میں دو راتوں سے بادشاہ کو کہہ رہا ہوں کہ مجھے اور جابر بن عبداللہ کو یہاں سے نکال کر کسی دوسری جگہ منتقل کر دو' لیکن بادشاہ نے کوئی توجہ نہیں کی۔ اس لئے تم سے کہہ رہا ہوں کہ بادشاہ کو توجہ دلاؤ کہ ہمیں جلدی یہاں سے منتقل کر دیا جائے۔ مفتی اعظم فوراً وزیر اعظم نوری سید پاشا کے پاس گئے اور اسے ساتھ لے کر بادشاہ کے پاس پہنچے اور اسے اپنا خواب سنایا۔ شاہ فیصل نے کہا یہی خواب مجھے بھی آیا ہے اور اسے مسلسل دو رات سے دیکھتا رہا ہوں۔ شاہ فیصل نے مفتی اعظم سے کہا آپ مجھے مزار کھولنے کا فتویٰ دے دیں تو اس کا حکم دے دوں گا۔ چنانچہ مفتی اعظم نے تحریری فتویٰ دے دیا۔ بادشاہ نے فرمان جاری کیا کہ عید الاضحیٰ (جو قریب ہی تھی) کو ظہر

کے بعد دونوں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مزار کھولے جائیں گے۔ یہ فرمان جاری ہوتے ہی سارے عالم اسلام میں یہ خبر پھیل گئی۔ ادھر حج کا موسم بھی شروع ہو چکا تھا۔ زائرین حج کی طرف سے یہ مطالبہ ہونے لگا کہ مزاروں کے کھولنے کو چند روز کے لئے مؤخر کیا جائے تا کہ اہل شوق بھی مناسک حج سے فارغ ہو کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تدفین جدید میں شریک ہو سکیں۔ اسی طرح کی درخواستیں پورے عالم اسلام سے شاہ فیصل کو پہنچنے لگیں۔ چنانچہ دوسرا فرمان جاری کیا گیا کہ حج سے دس روز بعد مزار کھولے جائیں گے اور صحابہ رضی اللہ عنہم کی تدفین جدید ہو گی۔ اسی دوران میں دونوں صحابہ رضی اللہ عنہم کے مزاروں کے گرد کچھ ایسے انتظامات کر دیئے گئے کہ دریا کا پانی ان میں رسنا بند ہو گیا۔

☆ سوموار کا دن تھا۔ نماز ظہر کے بعد مسلمانوں کے اجتماع عظیم کے سامنے مزاروں کو کھولا گیا۔ یہ دیکھ کر سب کو حیرت ہوئی کہ قبروں کے اندر پانی واقعتاً رسنا شروع ہو گیا تھا۔ جن لوگوں نے یہ منظر اپنی آنکھوں سے دیکھا ان کے لئے یہ چیز معجزے سے کم نہ تھی کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے کفن اسی طرح صحیح حالت میں تھے' وہ نہ میلے ہوئے تھے اور نہ ان پر بوسیدگی طاری ہوئی تھی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی داڑھیاں بھی اپنی اصلی حالت میں تھیں حالانکہ ان کو دفن ہوئے تیرہ صدیاں گزر چکی تھیں۔ اس سے بھی زیادہ حیرت انگیز صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی آنکھوں کی چمک تھی۔ وہ کھلی ہوئی تھیں اور یوں معلوم ہوتا کہ گویا امتداد زمانہ بھی ان کی دمک کو ماند نہ کر سکا تھا۔ لوگوں نے یہ دیکھ کر اپنی نگاہیں اور سر جھکا لئے اس موقع پر کئی ڈاکٹر بھی موجود تھے' لیکن سب پر حیرت سے سکوت طاری تھا۔ وہ اس کرشمہ کی کوئی توجیہہ نہ کر سکتے تھے۔ انہی لوگوں میں ایک جرمن ماہر چشم بھی تھا' وہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی آنکھوں کی چمک دیکھ رہا تھا اور مہر بلب تھا' پھر وہ مفتی اعظم عراق اور وزیر اعظم نوری سعید پاشا کی طرف بڑھا' دونوں کے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے کر بولا۔

''اسلام کی سچائی کا اس سے بڑھ کر ثبوت اور کیا ہو سکتا ہے۔ یہ دونوں حضرات تیرہ صدیاں پہلے فوت ہوئے تھے لیکن ان کے جسد آج بھی اسی طرح تر و تازہ ہیں' گویا آج ہی فوت ہوئے ہیں۔ میں اسلام کی حقانیت کا چشم دید گواہ ہوں اور آج سے مسلمان ہونے کا اعلان کرتا ہوں''۔

مزاروں کو کھولنے کے وقت شاہ فیصل' اعیان حکومت' مسلم ممالک کے سربراہ اور سفرا موجود تھے۔ اس موقع پر ہجوم کا کوئی ٹھکانا نہ تھا۔ اس لئے ایک خصوصی کرین کے ذریعے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اجساد کو اٹھایا گیا۔ پہلے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ' پھر حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کو اٹھایا گیا۔ ان کے جنازوں کو شاہ فیصل اور مسلم ممالک کے تمام سربراہان اور مفتی اعظم عراق نے کندھا دیا۔ ان کے لئے شیشے کے تابوت بنوائے گئے۔ دونوں کے اجساد کو بڑے احترام سے ان میں رکھا گیا۔ بے پناہ ہجوم ہونے کی وجہ سے ایک جرمن فلم کمپنی نے ایک بلند چوکور آہنی ڈھانچہ کھڑا کر دیا تھا جس پر چار ٹی وی کیمرے لگے ہوئے تھے۔

عظمت رسول صلی اللہ علیہ وسلم

☆ ام المومنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا بنی امیہ کے اس خاندان سے تھیں جس کا بچہ بچہ اسلام کا دشمن تھا۔ ان کا باپ ابوسفیان اکیس سال تک رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف برسر پیکار رہا۔ ان کی والدہ نے سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا کلیجہ چبایا۔ ان کی پھوپھی ام جمیل جو ابولہب کی بیوی تھی۔ زندگی بھر پیغمبر خدا کو ستاتی رہی۔ ان کا

نانا قریش کا سردار عتبہ بن ربیعہ اسلام دشمنی میں ہمیشہ آگے رہا۔ ایسے خاندان میں سے کسی لڑکی کا ایمان لانا بڑی بات یہ ہے کہ موت کو دعوت دینا ہے۔ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کا استقلال دیکھئے کہ ایمان لائیں تو اسلام کی خاطر سب رشتے قربان کر دیئے اور وہ دکھ اٹھائے کہ پہاڑ بھی اپنی جگہ سے ٹل جائے لیکن یہ خدا کی بندی برابر دین پر جمی رہیں۔

اسلام کے ابتدائی پانچ سالوں میں جو لوگ ایمان لائے انہی لوگوں میں ام حبیبہ رضی اللہ عنہا اور ان کے شوہر بھی تھے۔ حبشہ کی طرف اپنے شوہر کے ساتھ ہجرت کی' وہاں جا کر شوہر کے نصیب پھوٹے اور اس نے اسلام چھوڑ کر عیسائیت قبول کر لی' لیکن یہ شیر دل خاتون اس وقت بھی اسلام پر ڈٹی رہیں۔ جس طرح انہوں نے اسلام کی خاطر بہن بھائی' ماں باپ اور کنبہ قبیلہ کو قربان کیا تھا' اسی طرح یہ آزمائش بھی ان کے ایمان کو متزلزل نہ کر سکی۔ صرف ایک ننھی منی بچی کے ساتھ مسافرت کی زندگی گزارتی رہیں۔ خدا کے سوا کوئی ظاہری سہارا نہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے ایمان کا صلہ یہ دیا کہ ان کو تمام مسلمانوں کی ماں بنا دیا۔

رحمت دو جہاں ﷺ نے ان کو اپنے لئے منتخب فرمالیا۔ خیبر کی جنگ کے زمانہ میں یہ مدینہ منورہ پہنچیں اور رحمت کائنات ﷺ کی خدمت میں دو جہاں کی برکتیں سمیٹنے لگیں۔ تھوڑے دنوں کے بعد قریش کا سردار اور ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے والد ابوسفیان صلح کی بات چیت کے لئے مدینہ منورہ پہنچا۔ دل میں یہ خیال تھا کہ بیٹی رسول خدا کے حرم میں ہے' اس لئے بات چیت میں بڑی مدد ملے گی۔ پہلے بیٹی کے پاس آیا۔ تیرہ سال کے بعد باپ بیٹی میں ملاقات ہو رہی تھی۔ بیٹی کی طرف سے کسی محبت' عزت اور احترام کی امیدیں ہوں گی' مگر وہاں تو عزت و احترام کی کسوٹی بدل چکی تھی۔ کیا بات' کیا بھائی۔ ایمان ہے تو سب کچھ ہے۔ ایمان نہیں تو کچھ بھی نہیں۔ ابوسفیان بیٹی کے گھر پہنچ کر اس فرش پر بیٹھنے لگا جس پر رسول خدا ﷺ بیٹھا کرتے تھے۔ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے لپک کر اس بچھونے کو باپ سے چھین لیا اور فرمایا۔ جس بچھونے پر رسول خدا ﷺ تشریف رکھتے ہیں اس پر اسلام کے دشمن کو نہیں بٹھا سکتی۔

چار محبوب چیزیں

☆ چار چیزیں بڑی محبوب ہیں۔ مال' جان' آبرو اور ایمان۔

جان پر مصیبت بنی تو مال قربان کر دو۔ آبرو پر آنچ آئے تو اس کی خاطر مال اور جان دونوں قربان کر دو۔ اگر ایمان پر ابتلا آ جائے تو مال' جان اور آبرو وغیرہ ہر چیز قربان کر دو۔ ایمان بچ گیا تو سب کچھ بچ گیا۔

کامل اطاعت

☆ محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کی نظر میں ایاز کی جو قدر و منزلت تھی۔ اس کی وجہ سے باقی اہل دربار بہت جلتے تھے۔ بادشاہ کے پاس ایک قیمتی پیالہ تھا۔ ایک روز بادشاہ نے درباریوں سے کہا اس پیالہ کو توڑ دیا جائے۔ سب نے عذر کیا کہ ایسے قیمتی پیالہ کو توڑنا ہرگز مناسب نہیں۔ بادشاہ نے ایاز سے کہا۔ اس نے پیالہ اٹھایا اور چکنا چور کر دیا۔ اہل دربار اس کو ملامت کرنے لگے۔ بادشاہ نے بھی بظاہر ناراضگی کا اظہار کیا اور کہا' تم نے ایسا کیوں کیا؟ ایاز نے کہا حضور غلطی ہوگئی معافی کا طلبگار ہوں۔ بادشاہ نے کہا۔ ایاز کی اس اطاعت گزاری نے ہی اس کو یہ مقام دیا ہے۔ ایاز نے کہا' میں نے تو صرف پیالہ توڑا ہے اور تم نے بادشاہ کا حکم توڑا ہے۔

دوست وہ جو مصیبت میں کام آئے

☆ دو آدمی اکٹھے سفر کر رہے تھے۔ انہوں نے آپس میں یہ عہد کیا کہ جب بھی کوئی مصیبت آئی ایک دوسرے کا ساتھ نہیں چھوڑیں گے۔ جنگل سے گزر رہے تھے کہ اچانک سامنے سے شیر آتا ہوا نظر آیا۔ ایک فوراً درخت پر چڑھ گیا۔ دوسرا درخت پر چڑھنا نہیں جانتا تھا۔ اکیلا رہ گیا۔ اس نے یہ کیا کہ زمین پر مردہ بن کر لیٹ گیا۔ شیر آیا اس نے اس شخص کے منہ ناک اور کانوں کو سونگھا۔ آخر کار اسے مردہ سمجھ کر چھوڑ دیا اور چلا گیا۔ درخت والا نیچے اترا اور اپنے ساتھی سے پوچھنے لگا۔ اے دوست یہ بتاؤ تمہارے کان میں شیر نے کیا کہا۔ اس نے جواب دیا۔ شیر نے کہا دوست کی وفاداری اور سچائی کا پتہ مصیبت کے وقت چلتا ہے۔

آل رسول ﷺ کا احترام

☆ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فنون سپہ گری اور پہلوانی میں بڑے ماہر تھے۔ بادشاہ وقت کے خصوصی محافظوں میں شامل تھے۔ ایک شخص نے بادشاہ سے آ کر کہا۔ آپ کے پہلوان سے کشتی لڑنا چاہتا ہوں۔ بادشاہ نے کہا۔ ہمارا پہلوان بہت طاقتور ہے تم اس سے نہیں لڑ سکتے۔ اس نے بہت اصرار کیا۔ بادشاہ نے اجازت دے دی۔ اکھاڑے میں دونوں پہلوان آمنے سامنے ہوئے تو اس شخص نے آہستہ سے جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ سے کہا۔ میں خانوادۂ رسول ﷺ کا فرد ہوں۔ کشتی وغیرہ لڑنے کا کوئی خاص گر نہیں جانتا۔ افلاس اور تنگدستی سے مجبور ہو کر میں نے یہ تدبیر نکالی ہے۔ شاید بادشاہ کی طرف سے کچھ انعام مل جائے۔ کشتی شروع ہوئی تو جنید رحمۃ اللہ علیہ گر پڑے۔ بادشاہ نے حکم دیا۔ کشتی دوبارہ ہوگی۔ جنید رحمۃ اللہ علیہ پھر گر گئے۔ تیسری بار پھر یہی ہوا۔

بادشاہ کی طرف سے اس آدمی کو انعام دیا گیا۔ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا تمہیں آج کیا ہو گیا تھا؟ جنید رحمۃ اللہ علیہ نے تمام واقعہ سنا دیا اور کہا۔ میں نے آل رسول ﷺ کے احترام میں ایسا کیا ہے۔ بادشاہ نے کہا۔ تعجب ہے تم نے اتنے لوگوں کے سامنے شکست کھا کر ذلت قبول کر لی۔ اسی رات آپ رحمۃ اللہ علیہ نے خواب میں دیکھا کہ جان کائنات ﷺ فرما رہے ہیں۔ جنید تم نے ہماری اولاد کے ساتھ اچھا سلوک کیا ہے۔ ہم تمہارے ساتھ ایسا ہی سلوک کریں گے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بادشاہ کی نوکری چھوڑ کر رحمت کائنات، سرور دو عالم ﷺ کی غلامی میں اپنے آپ کو دے دیا اور دولت فقر کی تاجداری سے سرفراز ہوئے۔

جنت کی خریداری

☆ زبیدہ خاتون اور اس کا ناز بردار شوہر ہارون الرشید جا رہے تھے۔ راستہ میں دیکھا کہ ایک فقیر اپنے سامنے مٹی کے کھلونے رکھے ہوئے آواز دے رہا ہے۔ جنت خرید لو۔ زبیدہ نے پوچھا، بابا کتنے میں دو گے۔ فقیر نے کہا ایک درہم میں۔ زبیدہ نے ایک درہم فقیر کے حوالے کیا اور کھلونا نما جنت اٹھا لی۔ ہارون کو زبیدہ کی یہ حرکت پسند تو نہ آئی لیکن اس کی دلآزاری کے خیال سے کچھ کہا نہیں۔ اسی رات ہارون نے خواب میں دیکھا کہ ایک خوبصورت محل ہے اور زبیدہ اس کے اندر ٹہل رہی ہے۔ ہارون نے اندر جانے کی کوشش کی تو اسے دربان نے یہ کہہ کر روک دیا کہ یہ زبیدہ کی جنت ہے۔ اس نے ایک درہم میں خریدی ہے۔ آپ کو اندر جانے کی اجازت نہیں۔

اسی حال میں خلیفہ کی آنکھ کھل گئی۔صبح ہوتے ہی فقیر کے پاس پہنچا۔ایک درہم فقیر کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ بابا ہمیں بھی جنت دے دو۔فقیر نے کہا۔ ایک درہم میں بغیر دیکھے ملتی ہے' یہ موقع تمہارے ہاتھ سے نکل چکا ہے۔

بغل میں چھری منہ میں رام رام

☆ شکاری کو دیکھتے ہی پرندے بھاگ جاتے۔اسے کئی دفعہ خالی ہاتھ لوٹنا پڑتا۔ایک روز اس نے کمال مہارت سے فقیرانہ لباس پہنا۔ تیر کمان کو دڑی کے اندر چھپا کر درویشانہ چال چلتے ہوئے جنگل میں جا پہنچا۔ پرندے فقیر کو دیکھ کر اطمینان سے اپنی اپنی جگہ بیٹھے رہے۔اس نے چپکے سے تیر نکالا۔ چلے پر چڑھا کر فاختہ کے جوڑے پر نشانہ باندھا۔ تیر نر فاختہ کے پرخچے اڑاتا ہوا پار نکل گیا۔ مادہ فاختہ فقیر کے چلتر دیکھ کر ٹپتا گئی۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر درویش کی مکاری اور اپنے ساتھی کی موت کا ذکر کیا اور کہا اس ظالم سے مجھے انصاف دلایا جائے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے شکاری سے پوچھا۔تم نے اس کے ساتھی کو کیوں ہلاک کیا؟ شکاری نے کہا: اے پیغمبر خدا۔ اللہ نے ان پرندوں کو ہمارے لئے حلال کیا ہے۔اگر میں نے اس کے ساتھی کو شکار کر کے اپنی خوراک بنالیا' تو اس میں کیا جرم ہے؟ فاختہ نے عرض کیا: یہ شخص اپنی چرب زبانی سے دھوکہ دینے کی کوشش کر رہا ہے۔ہمیں معلوم ہے کہ اللہ نے ہمیں انسانوں کی خوراک بنایا ہے لیکن اس نے ہمیں اپنی حفاظت کی بھی اجازت دی ہے ہم شکاری کو دور سے ہی دیکھ کر اپنا تحفظ کر لیتے ہیں۔اگر یہ شخص ظاہراً شکاری بن کر آتا تو اعتراض کی کوئی گنجائش نہ تھی۔ اصل شکایت تو یہ ہے کہ اس نے فقیرانہ لباس اور درویشانہ چال میں ہمارے ساتھ دھوکہ کیا ہے۔یہ مکار ظاہر سے میاں تسبیح ہے مگر اندر سے پورا کسبی ہے۔

اللہ والوں کا طریقہ اصلاح

☆ بغداد میں وہ ''ہاتھ کٹا شیطان'' کے نام سے مشہور تھا۔ابن ساباط کے نام سے لوگ کانپنے لگتے۔ایک رات بغداد کی گلیوں میں وہ اپنی فکر میں گھوم رہا تھا۔ایک حویلی کے پاس پہنچا۔اندازہ کیا کسی رئیس کی حویلی ہے۔ دبے پاؤں اس کے پھاٹک پر پہنچا۔دھیرے سے ہاتھ مارا تو کیا دیکھتا ہے کہ دروازہ کھلا ہے' وہ چپکے سے اندر چلا گیا۔ایک کمرے میں چٹائی بچھی ہے' چمڑے کا گاؤ تکیہ لگا ہے' ایک گوشے میں کپڑے کے کچھ تھان پڑے ہیں۔ یہ تو کسی تاجر کا مکان معلوم ہوتا ہے۔ کپڑے تو بڑے قیمتی ہیں۔سب مال کیسے لے جایا جائے؟ دل میں اس طرح کے خیالات گردش کرنے لگے۔اس نے اپنی چادر بچھائی اس میں تھان رکھ کر گٹھڑی باندھنے لگا۔ دیر تک کوشش کرتا رہا۔لیکن گٹھڑی نہ بندھ سکی۔ بے چارے کا ایک ہی تو ہاتھ تھا۔اتنے میں کسی کے قدموں کی چاپ سنائی دی۔ ذرا سنبھلا۔ سوچا کہ بھاگ جاؤں۔ ایک شخص ہاتھ میں شمع لئے سامنے آ گیا۔ چور کی گھبراہٹ دیکھ کر اس نے کہا۔

دوست یہ کام اکیلے کرنے کا نہیں۔آپ کو بھوک بھی لگی ہو گی؟ میں دیکھتا ہوں' شاید کوئی چیز کھانے کو مل جائے۔آپ اطمینان رکھیں' ہم دونوں مل کر یہ کام کریں گے۔یہ کہہ کر وہ اجنبی ایک طرف چلا گیا۔چور نے سوچا یہ گھر کا مالک نہ ہو؟ شاید مجھے چکر دے کر لوگوں کو بلانے کے لئے گیا ہے۔وہ اسی سوچ میں تھا کہ اجنبی دودھ کا پیالہ

لے کر آ گیا۔ چور نے اجنبی کے ہاتھ سے دودھ کا پیالہ لے کر پینا شروع کر دیا اور اطمینان کا سانس لیا کہ خطرے کی کوئی بات نہیں۔ یہ بھی میری طرح کا چور ہے۔ اپنا حصہ لینے کے لئے خاطر مدارت کر رہا ہے۔

چور نے کہا: سن! تو اس خیال میں نہ رہنا کہ آج کے مال سے تجھے حصہ ملے گا۔ ہاں آئندہ کے لئے معاملہ کر سکتا ہوں۔ اجنبی نے کہا: مجھے یہ شرط منظور ہے۔ اجنبی نے جلدی جلدی دو گٹھڑیاں باندھیں۔ بڑی خود اٹھائی اور چھوٹی چور کو دی۔ دونوں پھاٹک سے نکل کر ایک طرف کو روانہ ہو گئے۔ اجنبی کی گٹھڑی باری تھی اور اس طرح بوجھ اٹھانے کی عادت بھی نہ تھی۔ اس لئے وہ آہستہ آہستہ چل رہا تھا۔ ابن ساباط نے پیچھے سے گالی دیتے ہوئے ایک ٹھوکر ماری اور کہا: لالچی انسان! اتنا گٹھڑا اٹھا نہیں سکتا تھا تو باندھا ہی کیوں تھا؟

اجنبی نے تیز چلنے کی کوشش کی مگر اتنا بوجھ لے کر چڑھائی پر چڑھنا بہت مشکل تھا۔ اتنے میں پاؤں پھسلا خود بھی گرا اور گٹھڑی بھی دور جا پڑی۔ ابن ساباط نے اوپر سے ایک لات رسید کی۔ دونوں شہر سے نکل کر ایک جنگل میں پہنچے۔ ابن ساباط نے کہا: بس یہاں رکھ دے۔ اجنبی بری طرح ہانپ رہا تھا۔ ابن ساباط کی طرف مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھایا اور نہایت عاجزی سے بولا۔ دوست میری وجہ سے آپ کو بہت تکلیف ہوئی' میں آپ کا کام اچھی طرح نہ کر سکا۔ مجھے معاف کر دیجئے۔ یہ کہہ کر وہ چل دیا۔ ابن ساباط نے کہا: میں تجھے تھوڑا سا حصہ دیتا ہوں' یہ لے جا۔ اجنبی نے کہا: نہیں آپ میرے مہمان تھے جو خدمت آپ کی کر سکتا تھا کی۔ بہر حال مجھے افسوس ہے کہ آپ کے شایان شان خدمت نہ کر سکا۔ کیا مطلب؟ آیا وہ تمہارا گھر تھا؟ چور نے پوچھا۔ اجنبی نے کہا: جی وہ میرا ہی غریب خانہ ہے۔ اب آپ نے دیکھ ہی لیا ہے جب ضرورت ہو بے تکلف تشریف لائیے۔ یہ کہہ کر اجنبی چل دیا۔

ابن ساباط ہکا بکا اجنبی کو دیکھتا رہا۔ اس کے منہ سے ایک لفظ بھی نہ نکلا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ کیسا آدمی ہے چور کے ساتھ ایسا سلوک' پھر آئندہ کے لئے بھی دعوت۔ دن چڑھنے تک وہاں ہی کھڑا سوچتا رہا۔ اس کے دل میں زبردست ہلچل تھی۔ وہ بے چین ہو رہا تھا کہ اپنے محسن کو ایک بار پھر دیکھے۔ بے اختیار شہر کی طرف دوڑ پڑا۔ بغداد کی گلیوں سے ہوتا ہوا حویلی کے سامنے جا کر رک گیا۔ ایک لکڑہارے سے پوچھا۔ یہ کس کا مکان ہے؟ اس نے تعجب سے ابن ساباط کی طرف دیکھا' پھر کہا۔ آپ نہیں جانتے' یہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کا گھر ہے۔

ابن ساباط: اچھا! یہ جنید بغدادی ہیں۔ وہ پھاٹک کے اندر بے دھڑک گھس گیا۔ اندر جا کر دیکھا کہ ایک بزرگ چٹائی پر بیٹھے ہاتھ اٹھائے اللہ کے حضور دعا کر رہے ہیں۔ ابن ساباط بے اختیار ان کے قدموں پر گر گیا۔ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے بڑی شفقت سے اس کا سر اٹھایا اور فرمایا: بھائی انسان کو صرف اللہ کے سامنے سر جھکانا چاہئے۔ اس نے کہا۔ ''خدارا مجھے معاف کر دیجئے''۔ آپ نے فرمایا۔ میں تو تمہیں خدا سے مانگ ہی رہا تھا۔ ابن ساباط کے دل کی کایا پلٹ گئی۔ تاریخ کے صفحات میں ان کا نام اولیاء اللہ میں شامل ہے۔

اولیاء اللہ کی عزت و عظمت کی پاسداری

☆ ایک بہروپیا مغل بادشاہ اورنگ زیب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا۔ بادشاہ نے کہا: تمہارا کمال تب مانیں کہ ہمیں چکر دے سکو۔ وہ کئی بھیس بدل کر آیا مگر بادشاہ نے ہر بار پہچان لیا۔ بہروپیے نے دیکھا کہ یہاں کوئی تدبیر کامیاب نہیں ہو رہی۔ اس نے ایک تارک الدنیا فقیر کا روپ دھار کر جنگل میں ڈیرا لگا لیا۔ تھوڑے ہی عرصہ میں اس کے زہد و فقر کی شہرت دور دور تک پھیل گئی۔ ہر جگہ اس کی کرامات کے چرچے

ہونے لگے۔ خاص وعام اس کی خدمت میں حاضر ہوتے اور فیض پاتے۔

بادشاہ تک بھی یہ خبر پہنچ گئی کہ ایک کامل ولی جنگل میں بیٹھا ذکر خدا میں محو ہے اور مخلوق خدا اس سے رشد وہدایت اور خیر وبرکت حاصل کر رہی ہے۔ بادشاہ خود بھی اولیاء اللہ کا بڑا قدردان تھا۔ خود چل کر فقیر کی خدمت میں حاضر ہوا۔ فقیر نے بادشاہ کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہ دیکھا۔ فقیر کی اس شان استغنا سے بادشاہ بہت زیادہ متاثر ہوا۔ اس کے دل میں فقیر کی عظمت کا سکہ بیٹھ گیا۔ اشرفیوں کی ایک تھیلی فقیر کی خدمت میں پیش کی۔ اس نے پائے حقارت سے ٹھکرا دی۔ بادشاہ فقیر سے دعا کی درخواست کر کے واپس پہنچا' اتنے میں بہروپیا حاضر ہو کر کہنے لگا۔ ''حضور! لائیے ہمارا انعام''۔ بادشاہ نے کہا: ہم تمہارے فن اور مہارت کے قائل ہو گئے ہیں' لیکن یہ بتاؤ کہ معمولی انعام لینے کے لئے آ گئے اور اشرفیوں سے بھری تھیلی ٹھکرا دی؟ بہروپیے نے کہا: حضور اولیاء اللہ کی عظمت وعزت کی پاسداری کرتے ہوئے اشرفیوں کو ہاتھ نہیں لگایا کہ ان کی عزت پر حرف نہ آئے۔

ہم تو مائل با کرم ہیں

☆ ایک دفعہ کچھ جنگی قیدی لائے گئے۔ ان میں ایک عورت جس کا شیر خوار بچہ کہیں کھو گیا تھا۔ بے چین ممتا کی ماری جس معصوم بچے کو دیکھتی۔ اس کو اٹھا لیتی اور اسے چومتی۔ جان کائنات ﷺ نے فرمایا: کیا تم سوچ سکتے ہو کہ یہ ماں اپنے بچے کو آگ میں پھینکنا پسند کرے گی؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: ہرگز نہیں' یہ تو اپنی جان پر کھیل کر بھی بچے کی حفاظت کرے گی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ ارحم بعبادہ من هذه بولدها جتنی یہ اپنے بچے پر مہربان ہے خدا اس سے زیادہ اپنے بندوں پر مہربان ہے۔

سدا عیش دوراں دکھاتا نہیں

☆ ایک فقیر نے رئیس کے دروازے پر صدا دی۔ بھوکا ہوں ایک روٹی کا سوال ہے۔ اندر سے آواز آئی۔ بابا معاف کر۔ فقیر نے دوبارہ صدا دی۔ امیر آدمی نے دروازہ کھولا۔ فقیر کو زور سے دھکا دے کر کہا۔ دفع ہو جاؤ ورنہ ٹانگیں توڑ دوں گا۔ فقیر آہیں بھرتا چل دیا۔

خدا کی قدرت تھوڑا ہی عرصہ بعد امیر کا کاروبار ٹھپ ہو گیا۔ کوڑی کوڑی کا محتاج ہو گیا۔ افلاس کے ہاتھوں مجبور ہر کر بیوی کو بھی طلاق دینا پڑی۔ وہ بے چاری در در کی ٹھوکریں کھاتی ہوئی ایک امیر کے دروازہ پر پہنچی۔ وہ بڑا رحمدل انسان تھا۔ اس مصیبت زدہ خاتون کو کہا تم اسی گھر میں رہو اور اللہ اللہ کرو۔ ایک روز یہی خاتون کھانا پکا رہی تھی کہ باہر کسی سائل نے آواز دی۔ بھوکا ہوں خدارا کھانا کھلاؤ۔ گھر کے مالک نے کہا: جاؤ پہلے فقیر کو روٹی دے آؤ۔ خاتون نے دروازہ کھولا۔ فقیر کو دیکھ کر اس کی چیخ نکل گئی۔ فقیر نے دیکھا تو وہ بھی آبدیدہ ہو گیا۔ صاحب خانہ کی نظر پڑی تو وہ آگ بگولا ہو کر کہنے لگا۔ یہ کیا چکر ہے؟ تمہارے آپس میں کیا تعلقات ہیں؟ عورت نے ہاتھ جوڑتے ہوئے کہا۔ خدا شاہد ہے کہ کوئی چکر نہیں۔ بات یہ ہے کہ میں اسی بدنصیب شخص کی بیوی تھی۔ یہ اپنی دولت اور سرمایہ کے نشہ میں بدمست تھا۔ اس کے وہم وگمان میں بھی نہ تھا کہ اللہ کی پکڑ میں بھی آ سکتا ہے۔ ایک روز ایک فقیر اس کے دروازے پر آیا۔ اس ظالم نے فقیر کو دھکے دیئے۔ خدا کی شان ہے کہ آج یہ در در کے دھکے کھا رہا ہے۔ فقیر سے پوچھا۔ تم بتاؤ کیا معاملہ ہے۔ اس نے نظریں جھکاتے ہوئے کہا۔ کیا عرض کروں۔ حقیقت یہ ہے کہ میری بدنصیبی نے مجھے دنیا کے لئے سامان عبرت بنا دیا ہے۔ گھر کے مالک نے کہا۔ اگر تم دونوں سچ کہہ رہے ہو تو وہ

فقیر جو تمہارے دروازے پر گیا تھا۔ آج تمہارے سامنے موجود ہے اور تم اس کے دروازے پر کھڑے ہو۔

کچھ دیر نہیں اندھیر نہیں انصاف اور عدل پرستی ہے
اس ہاتھ کرو اس ہاتھ ملے یہاں سودا دست بدستی ہے

طوطے کا پیغام

☆ کسی سوداگر کے پاس ایک خوبصورت طوطا تھا۔ جو ہندوستان کے جنگلوں سے پکڑ کر لایا تھا۔ سوداگر کاروباری سفر پر ہندوستان روانہ ہونے لگا۔ تو اپنے عزیزوں سے ان کی فرمائشیں معلوم کیں۔ طوطے سے بھی پوچھ لیا کہ اس کی کیا فرمائش ہے؟ اس نے کہا: ہندوستان کے طوطوں کو میرا سلام کہئے اور انہیں بتایئے کہ تمہارا ساتھی قید سے رہائی کے لئے تم سے مشورہ چاہتا ہے۔ ہندوستان پہنچ کر ایک روز تاجر کو جنگل سے گزرتے ہوئے طوطے کا پیغام یاد آ گیا۔ درختوں پر بیٹھے طوطوں کو اس نے ان کے ساتھی کا پیغام پہنچایا۔ سوداگر بھی اپنی بات پوری ہی کر پایا تھا کہ ایک طوطا شاخ سے گرا تڑپا اور ٹھنڈا ہو گیا۔ تاجر کو اس کے مرنے کا بڑا صدمہ ہوا۔ سوداگر جب واپس گھر پہنچا تو طوطے نے عرض کیا: حضور! آپ نے میرا پیغام پہنچا دیا تھا؟ اس نے کہا پیغام تو پہنچا دیا لیکن اس کے بعد جو کچھ ہوا وہ بہت افسوسناک ہے۔ طوطے نے کہا وہ کیا ہے؟ سوداگر نے واقعہ بیان کرنا شروع کیا۔ جب طوطے کے پھڑ پھڑا کر گرنے کا ذکر کیا تو طوطا بھی پنجرے میں پھڑ پھڑایا اور ٹھنڈا ہو گیا۔ تاجر اپنے خوبصورت طوطے کے مرنے پر بہت غمزدہ ہوا۔ لاش پنجرے سے نکال کر باہر پھینک دی۔ طوطا یکدم پھر سے اڑا اور درخت کی شاخ پر بیٹھ گیا۔ سوداگر اس کی چالاکی پر حیران رہ گیا۔ پوچھا۔ اے فریبی پرندے تجھے ہندوستان کے طوطے نے کیا پیغام دیا؟ اس نے کہا: مجھے یہ پیغام دیا کہ اگر تو آزادی حاصل کرنا چاہتا ہے تو اپنی ہستی کو مٹا کر حاصل کر۔ اپنے سریلی آواز سے غیروں کو خوش نہ کر۔

دنیا کے طلبگاروں کا انجام

☆ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے حواریوں کے ساتھ جا رہے تھے۔ راستہ میں تین آدمیوں کی لاشیں دیکھیں۔ ان کے قریب سونے کی دو اینٹیں بھی پڑی تھیں۔ شاگردوں نے پوچھا۔ یہ کیا معاملہ ہے؟ آپ نے فرمایا۔ یہ تین دوست تھے۔ دوران سفر ان کو یہ خزانہ مل گیا۔ ان میں سے ہر ایک بہت حریص تھا۔ اس مقام پر پہنچ کر انہوں نے اپنے میں سے ایک کو کھانا لانے کے لئے بھیجا۔ اس کے جانے کے بعد باقی دو نے سوچا کہ یہ تیسرا ساتھی نہ ہو تو خزانہ ہمارے درمیان برابر تقسیم ہو سکتا ہے۔ چنانچہ فیصلہ یہ کیا کہ اس کے واپس آتے ہی اسے موت کے گھاٹ اتار دیا جائے۔ کھانا لانے کے لئے جو گیا وہ لالچ میں اپنے ساتھیوں سے بھی دو قدم آگے تھا۔ اس نے کھانے میں زہر ملا دیا کہ دونوں زہر آلود کھانا کھا کر مر جائیں گے اور ساری دولت میں اکیلا ہی سمیٹ لوں گا۔ واپس پہنچا تو انہوں نے یکبارگی حملہ کر کے موت کی آغوش میں پہنچا دیا اور اطمینان سے کھانا کھانے بیٹھ گئے۔ زہر آلود لقمہ منہ میں ڈالتے ہی لقمہ اجل ہو گئے۔ اب تینوں کی لاشیں پڑی ہیں اور سونے کی اینٹیں کسی اور بدنصیب کا انتظار کر رہی ہیں۔

پسند اپنی اپنی

☆ مجنوں سے کسی نے پوچھا۔ کچھ لوگ کہتے ہیں خلافت کے صحیح حقدار حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں۔ امیر معا

 پسندیدہ حکایات ۔ واقعات

رضی اللہ عنہ نے خواہ مخواہ امت میں افتراق پیدا کیا جبکہ دوسرا گروہ کہتا ہے کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت بھی برحق ہے۔ تمہارے خیال میں صحیح حقدار کون ہے؟ مجنوں نے کہا۔ میرے خیال میں لیلیٰ سے بہتر کوئی نہیں۔

صبر کا پھل میٹھا

☆ پانچویں صدی ہجری کے اولیاء کرام میں قاضی ابوبکر محمد بن عبدالباقی انصاری کا نام آتا ہے۔ علامہ ابن رجب نے طبقات حنابلہ میں ان کی دیانت پر ایک عجیب واقعہ نقل کیا ہے۔ جس کو وہ بیان کرتے ہیں۔ میں مکہ مکرمہ میں قیام پذیر تھا۔ نہایت فقر و افلاس کا دور تھا۔ کئی کئی روز فاقوں سے گزر جاتے۔ ایک روز بھوک سے نڈھال ہو کر گھر سے نکلا کہ شاید کچھ کھانے کو مل جائے۔ گلی سے گزر رہا تھا کہ اچانک ایک تھیلی پر نظر پڑی۔ تھیلی ریشم کی رنگدار ڈوری سے بندھی تھی۔ میں نے سوچا اس میں ضرور کوئی قیمتی چیز ہے۔ آگے بڑھ کر اٹھائی اور گھر لے آیا۔ بڑے اشتیاق سے کھولی۔ دیکھتا ہوں کہ اس میں ایک قیمتی ہار ہے۔ ایسا خوبصورت ہار میں نے کبھی نہ دیکھا تھا۔ تھیلی گھر میں چھوڑ کر پھر بازار کی طرف نکلا۔ دیکھا کہ ایک بزرگ سفید ریش، نورانی چہرہ اعلان کر رہے ہیں۔ بھائیو! میرا ایک ہار گم ہو گیا ہے جس بھائی کو ملے مجھ تک پہنچا دے۔ میں اس کا احسان مند ہوں گا اور پانچ سو اشرفی اس کی خدمت میں ہدیہ پیش کروں گا۔

اعلان سنتے ہی میں سمجھ گیا کہ ہار ان کا ہے۔ آگے بڑھ کر بزرگ کا ہاتھ پکڑا اور کہا۔ حضرت میرے ساتھ تشریف لائیے۔ وہ میرے ساتھ چل رہے تھے اور میں اس سوچ میں غرق تھا کہ پانچ سو اشرفی بالکل حلال، ہدیہ قبول کرنا سنت، آج سے میرے افلاس کا دور ختم۔ خدا نے غیب سے میرے رزق کا سامان کر دیا۔ اسی سوچ میں گم گھر کے دروازے تک پہنچ گیا۔ اندر لا کر ان کو بٹھایا۔ پوچھا۔ کیا آپ گمشدہ ہار کی کچھ نشانیاں بتا سکیں گے؟ انہوں نے ایک ایک نشانی صحیح بیان کر دی۔ میں نے تھیلی لا کر ان کے ہاتھ میں دے دی۔ تھیلی کھول کر انہوں نے ہار دیکھا تو ان کا چہرہ خوشی سے چمک اٹھا۔ آپ نے بہت بڑا احسان کیا ہے۔ میں تاحیات ممنون رہوں گا۔ اللہ آپ کو جزائے خیر دے۔ یہ کہتے ہوئے انہوں نے پانچ سو اشرفیاں میرے سامنے ڈھیر کر دیں۔ میں سوچ کے ایک نئے گرداب میں الجھ گیا۔ تنگدستی اور فاقوں سے بلاشبہ نڈھال تھا۔ لیکن غیرت اور خودداری کا یہ تقاضا تھا کہ اشرفیاں نہ لوں، بہرحال میں نے فیصلہ کر لیا کہ چاہے کتنی بھی تنگدستی ہو میں اپنی خودداری پر آنچ نہیں آنے دوں گا۔ میں نے بڑے میاں سے عرض کیا۔ یہ ہار واپس کر کے میں نے آپ پر کوئی احسان نہیں کیا۔ یہ میرا فرض اور میری دیانت کا تقاضا تھا۔ میں اپنی دیانت کی قیمت وصول کرنا مناسب نہیں سمجھتا۔ بزرگ خاموش ہو گئے اور شکریہ ادا کر کے چلے گئے۔

مکہ مکرمہ میں قیام کے دوران میری معاشی حالت دگرگوں ہی رہی۔ کچھ عرصہ بعد میں سفر کے ارادہ سے نکلا، میں ساحل سمندر پر پہنچا۔ کشتی میں سوار ہوا۔ کشتی رواں دواں منزل مقصود کی طرف بڑھ رہی تھی۔ یکایک ہوائیں تیز ہونے لگیں۔ موجیں اٹھیں کشتی سے ٹکرائیں۔ اب کشتی منزل سے دور طوفانوں میں گھری ہچکولے کھا رہی ہے۔ بالآخر بپھری ہوئی موجوں اور تند و تیز ہواؤں کے ٹکراؤ سے کشتی پاش پاش ہو گئی۔ مختلف منزلوں کی طرف جانے والے مسافر ایک ہی منزل کی طرف روانہ ہو گئے۔ خدا کی قدرت جس تختے پر میں سوار تھا، بدستور اس پر بیٹھا موجوں کے رحم و کرم پر کسی موہوم منزل کی طرف بڑھ رہا تھا۔ کچھ معلوم نہیں کہاں جا رہا ہوں۔ اپنی بے بسی پر دل بھر آیا۔ بے

اختیار ہاتھ دعا کے لئے اٹھے۔

اے مصیبت زدوں کی دعائیں سننے والے خدا! اے بے سہاروں کو سہارا دینے والے رب! تو نے سمندر کی گہرائیوں میں مچھلی کے پیٹ سے یونس علیہ السلام کو بچایا۔ تیرے لئے کیا مشکل ہے کہ اس ناچیز بندے کو طوفانوں سے بچا کر ساحل پر لگا دے۔

خدا کی رحمت لپک کر آئی اور ان بے رحم موجوں کا رخ دوسری طرف موڑ دیا۔ دل میں کچھ طمانیت اور سکون محسوس ہونے لگا۔ قدرت کے غیبی ہاتھ نے تختے کو ساحل پر لگا دیا۔ کئی روز کے بعد خشکی دیکھی' میں سجدہ شکر بجالایا۔ یہ ایک جزیرہ تھا جس میں مسلمان آباد تھے۔ مسجد سے اذان کی آواز آئی' سینہ خوشی سے لبریز ہو گیا' میں نے مسجد میں پہنچ کر قرآن مجید پڑھنا شروع کیا۔ لوگ میرے قریب آئے۔ پورے جزیرے میں میری آمد کا چرچا ہو گیا۔ لوگوں نے بے پناہ عقیدت اور محبت کا اظہار کیا۔ دن گزرتے گئے ایک روز سب نے درخواست کی کہ میں ان کو قرآن شریف پڑھاؤں۔ میرے لئے انکار کی گنجائش نہ تھی۔ قرآن کا مدرسہ کھل گیا پڑھنے والوں کی تعداد میں روز بروز اضافہ ہوتا گیا۔

ایک روز چند معززین میرے پاس آئے اور کہنے لگے۔ یہاں ایک خدا رسیدہ بزرگ رہتے تھے۔ علم وعمل اور تقویٰ کے علاوہ اللہ نے مال و دولت سے بھی ان کو نوازا تھا۔ آپ کی آمد سے چند روز پہلے ان کا انتقال ہوا ہے۔ ان کی اکلوتی بیٹی جس کو خدا نے سیرت وصورت میں ہر لحاظ سے بہرہ مند کیا ہے' جوان ہے اگر آپ پسند کریں تو آپ کی طرف سے پیغام پہنچا دیا جائے' میں نے کچھ روز سوچنے کی مہلت مانگی۔ سوچ بچار کے بعد رضامندی کا اظہار کر دیا۔ نکاح کے بعد بیوی پر جو پہلی نگاہ پڑی تو میری حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی۔ وہی ہار اس کے گلے میں تھا۔ پروردگار یہ کیسے یہاں پہنچ گیا؟

گھر کے افراد میری حیرانی پر متعجب تھے۔ پوچھا۔ تم کس سوچ میں پڑ گئے؟ میں نے تمام واقعہ سنایا۔ سب نے کہا۔ یہ وہی ہار ہے اور وہ بزرگ آپ کے خسر ہیں۔ وہ زندگی بھر آپ کو یاد کرتے رہے۔ وہ کہتے تھے۔ اگر وہ نوجوان مل جائے تو میں اپنی بیٹی کو اس سے بیاہ دوں۔ میرا رواں رواں خدا کی رحمت وفضل سے سرشار تھا۔ میں خوشی کے آنسو پونچھتے ہوئے سجدہ ریز ہو گیا۔ والعاقبۃ للمتقین تقوی کی راہ اختیار کرنے والوں کا انجام بھلا ہے۔

حسین رضی اللہ عنہ نگاہ رسول ﷺ میں

☆ نبوت کی گود میں دائیں طرف حسین رضی اللہ عنہ اور بائیں طرف ابراہیم رضی اللہ عنہ بیٹھے تھے۔ جبرائیل علیہ السلام نے کہا۔ اے محبوب خدا ﷺ یہ دونوں پھول باغ نبوت میں بیک وقت نہیں رہیں گے۔ آپ جسے چاہیں لے لیں۔ فرمایا۔ حسین کی جدائی پر فاطمہ' علی اور میری جان کو صدمہ ہو گا۔ ابراہیم کا غم مجھ اکیلے کے لئے ہے۔ اس کے تیسرے روز حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ وفات پا گئے۔ آپ ﷺ اکثر حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی پیشانی کو بوسہ دے کر فرماتے۔ میں نے حسین کے لئے ابراہیم قربان کیا ہے۔

جنتی لباس

☆ عید کے روز نماز فجر سے فارغ ہو کر سیدہ بتول رضی اللہ عنہا چکی پیس رہی تھیں۔ دونوں شہزادے حسن اور

حسین رضی اللہ عنہم کھیل رہے تھے۔ ان کو معلوم ہوا آج عید کا دن ہے' دوڑتے ہوئے آئے اور سیدہ رضی اللہ عنہا سے لپٹ گئے۔ آماں۔ آج عید کا دن ہے۔ سب بچے عمدہ کپڑے پہن رہے ہیں' لائیے ہمارے کپڑے کہاں ہیں؟

جناب سیدہ رضی اللہ عنہا پریشان ہوگئیں۔ گھر میں نئے کپڑے تو کیا دھلے ہوئے کپڑے بھی موجود نہ تھے۔ فوراً چکی بند کردی۔ دونوں معصوموں سے کہا ٹھہر جاؤ' دو رکعت نماز پڑھ لوں' پھر تمہیں کپڑے دوں گی بچے خوش ہو گئے' نئے کپڑے ملیں گے۔ نماز سے فارغ ہو کر سیدہ رضی اللہ عنہا نے خدا کے حضور عرض کی۔ اے بارِالٰہ: میں نے تیرے نبی ﷺ کے نواسوں کو نئے کپڑے پہنانے کا وعدہ کیا ہے۔ پروردگار عالم' تو خزانہ غیب سے ان کے لئے کپڑے عطا فرما۔ ان کے رونے سے تیرے محبوب ﷺ کا دل دکھے گا۔

اسی دوران کسی نے دروازے پر دستک دی اور کہا۔ حسن' حسین رضی اللہ عنہم اپنے کپڑے لے جاؤ۔ ایک اعرابی کپڑے دے کر چلا گیا۔ سیدہ رضی اللہ عنہا نے بچوں کو خوبصورت کپڑے پہنا کر نانا پاک کے پاس بھیج دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ یہ جنتی لباس ہے' جنت کا داروغہ رضوان دے کر گیا ہے۔

سادگی، مگر صدق سے لبریز

☆ حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پر جا رہے تھے۔ آپ نے ایک چرواہے کو دیکھا جو بلند آواز سے کہہ رہا تھا۔ اے میرے اللہ' اے میرے پیارے خدا تو کہاں ہے؟ تو میرے پاس آ میں تیرا ہر کام کروں گا۔ تیرے سر میں کنگھی کروں گا' تیرے کپڑے صاف کروں گا' تیرے سر سے جوئیں نکالوں گا' اپنی بکریوں کا تجھے دودھ پلاؤں گا' اگر تو بیمار ہو جائے تو تیمارداری کروں گا' تیری سلامتی کے لئے اپنی جان بھی قربان کردوں گا۔ خدایا' دیکھ تیری جدائی اور فراق میں میری بیقراری حد سے بڑھ گئی ہے' میرا سینہ پھٹا جا رہا ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا۔ ارے بے عقل انسان۔ کیا بیہودہ باتیں کر رہا ہے۔ بھلا خدا کوئی تجھ جیسا ہے؟ وہ تو رب العالمین ہے۔ ہر چیز سے بے نیاز' سب اس کے محتاج' وہ کسی کا محتاج نہیں۔ خدا کے بارے میں ایسی فضول باتیں جو تو کر رہا ہے' یہ اس کی توہین ہے۔

چرواہا پیغمبر خدا علیہ السلام کا وعظ سن کر تھر تھر کانپنے لگا۔ آہ و زاری کرتا ہوا چلا گیا۔ موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پر پہنچے۔ رب ذوالجلال سے ہم کلام ہوئے' حکم ہوا۔ اے موسیٰ تو نے ہمارے بندے کو ہم سے جدا کردیا۔ تیرا کام جوڑنا ہے توڑنا نہیں' ہماری مخلوق اپنے اپنے شعور اور عقل کے مطابق اطاعت کر رہی ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام بے چین ہوئے' واپسی پر چرواہے کو تلاش کیا اور فرمایا۔ تم اسی طرح کہتے رہو' خدا کو تمہاری وہ ادا بھی پسند ہے۔ چرواہے نے عرض کیا۔ اے پیغمبر خدا علیہ السلام۔ آپ کے سمجھانے سے میرے دل پر ایسی چوٹ لگی کہ اشک ندامت میں ڈوب کر معرفت کی بلندیوں تک پہنچ گیا ہوں۔ آپ نے ایسا مہمیز لگایا کہ علم و عرفان کے سب دریچے کھل گئے۔ یہ تو اس کی شان کریمی ہے کہ میری جہالت اور نادانی میں کی ہوئی محنت کو بھی ضائع نہیں کیا۔ اب روشنی مل جانے کے بعد جہالت میں قدم رکھنا سراسر ظلم ہوگا۔

قدرت کے راز

☆ ایک شخص حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی۔ آپ اللہ کے نبی ہیں۔ اللہ سے ہم

کلام ہوتے ہیں۔ میرے لئے دعا فرمائیں کہ میں جانوروں اور پرندوں کی بولیاں جان لوں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا۔تم اس ارادے سے باز آ جاؤ' اس میں تمہارا کوئی فائدہ نہیں۔ اس شخص نے بہت اصرار کیا تو پیغمبر خدا علیہ السلام نے دعا کر دی۔ چنانچہ اس کو اپنے گھر کے مرغ اور کتے کی بولی سمجھنے کی توفیق مل گئی۔

ایک روز مرغ نے کتے کے سامنے سے روٹی کا ٹکڑا اچک لیا۔ کتے نے کہا۔تم بہت حریص ہو' کھانے کے لئے تمہیں دانا دنکا بھی مل جاتا ہے' پھر بھی یہ باسی ٹکڑا دیکھ کر صبر نہ کر سکے' مرغ نے کہا۔تم بالکل بے فکر رہو' اس معمولی ٹکڑے کا غم دل میں نہ لاؤ' کل ہمارے مالک کا گھوڑا مرے گا' تمہارے وارے نیارے ہو جائیں گے۔

مالک نے یہ گفتگو سنی تو فوراً گھوڑا بیچ دیا۔ دو روز بعد مرغ نے پھر وہی حرکت کی' کتے کے حصے کا ٹکڑا اٹھایا اور دیوار پر بیٹھ کر کھانے لگا۔ کتے نے کہا تو بڑا کمینہ اور لالچی ہے۔ جھوٹ اور فریب تیری گھٹی میں پڑا ہے' کل گھوڑا مرنے کا مژدہ سنا کر میرا حصہ ہڑپ کر لیا۔ آج کوئی دوسرا جھوٹ تراش لیا ہوگا۔

مرغ نے جواب دیا۔گھوڑے کے مرنے کے بارے میں جو کہا تھا' وہ بالکل صحیح ہے' گھوڑا یقیناً مر گیا ہے۔ البتہ اس کے مرنے سے پہلے ہمارے مالک نے اسے بیچ کر رقم کھری کر لی ہے اور خود نقصان سے بچ گیا ہے۔ بہر حال جو ہو چکا اسے بھول جاؤ نئی خوشخبری یہ ہے کہ کل ہمارے مالک کا غلام مرے گا۔فقیروں کو روٹیاں اور گوشت بانٹا جائے گا' تمہاری بھی پانچوں گھی میں ہوں گی۔

مالک نے کتے اور مرغ کی یہ گفتگو سن کر غلام بھی بیچ دیا' اور دل میں خیال کیا کہ جانوروں کی بولیاں جان لینا کتنی بڑی خوش نصیبی ہے۔ ہر نقصان کی قبل از وقت تلافی ہو جاتی ہے۔ دوسرے دن کتے نے مرغ سے کہا۔ او جھوٹوں کے بادشاہ اور بے ایمانوں کے استاد۔ کہاں ہے گوشت اور روٹیاں' کدھر ہے غلام کا جنازہ؟ جھوٹ اور فریب کے ذریعے تم کب تک دوسروں کو بے وقوف بناتے رہو گے۔

مرغ نے کہا۔ ذرا صبر کرو' جذباتی ہونے کی ضرورت نہیں' میں نے جو کچھ کہا تھا اس میں ذرہ برابر جھوٹ نہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ ہمارا مالک بہت ہشیار آدمی ہے' اس نے گھوڑے اور غلام کو فوراً بیچ دیا اور خسارے سے بچ گیا۔خدا جانے اس کو کیسے معلوم ہو گیا کہ یہ مر جائیں گے۔ بہر حال بکرے کی ماں کب تک خیر منائے گی۔تم بے فکر رہو۔کل ہمارے مالک کی موت واقع ہو گی۔ اب دیکھتا ہوں وہ کس ہشیاری سے اپنے آپ کو موت سے بچاتا ہے؟ اس نادان کو خبر نہیں کہ چھوٹی مصیبت بڑی مصیبت سے نجات کا ذریعہ بن جاتی ہے۔ افسوس کہ یہ قدرت کے راز نہ سمجھ سکا۔تم اطمینان رکھو' اس کے مرنے پر خوب دیگیں پکیں گی۔ تجھے کھانے کو بہت کچھ ملے گا۔

اس شخص نے جب اپنی موت کی خبر سنی تو ہاتھ پاؤں پھول گئے' بدحواس ہر کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اللہ کے نبی دعا فرمائیے' میں موت کے پنجہ سے بچ جاؤں۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا' ڈرتے کیوں ہو؟ جاؤ اپنے آپ کو بھی بیچ ڈالو' میں نے تم سے کہا تھا کہ جانوروں کی بولیاں جان لینے میں تمہارا کوئی فائدہ نہیں۔ یہی باتیں ہو رہی تھیں کہ بے لان لاش دھڑام سے زمین پر جا پڑی۔

موت کی جگہ مقرر ہے

☆ ایک روز حضرت سلیمان علیہ السلام کے دربار میں ملک الموت انسانی شکل میں حاضر ہوا اور ایک وزیر کی

طرف تعجب کی نظروں سے بار بار دیکھنا شروع کر دیا۔ ملک الموت کے جانے کے بعد وزیر نے حضرت سلیمان علیہ السلام سے سوال کیا۔ یہ کون شخص تھا جو میری طرف غور سے دیکھ رہا تھا؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا یہ ملک الموت تھا۔ وزیر نے کہا۔ میرا دل خوف سے کانپ رہا ہے۔ خدارا مجھے کسی دور دراز جزیرے میں پہنچا دیجئے۔

آپ علیہ السلام نے اسی وقت ایک جن کو حکم دیا۔ چند لمحوں میں وزیر کو ایک جزیرے میں پہنچا دیا گیا۔ وزیر کے وہاں پہنچتے ہی ملک الموت نے اسی کی روح قبض کر لی۔ جب دوبارہ ملک الموت حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس آیا تو آپ نے وزیر کا قصہ بیان کیا۔ ملک الموت نے عرض کیا۔ اے پیغمبر خدا علیہ السلام مجھے حکم ملا تھا کہ فلاں جزیرے میں اس شخص کی روح قبض کی جائے۔ میں حیران تھا کہ چند لمحات کے بعد اس کی روح قبض ہونے والی ہے اور یہ سینکڑوں میل دور آپ کے دربار میں نہایت اطمینان سے بیٹھا ہے۔ وما تدری نفس بای ارض تموت کسی کو معلوم نہیں کہ موت کہاں آئے گی۔

منصب نبوت ﷺ کی عظمت

☆ رحمت دو جہاں ﷺ کے صاحبزادے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی وفات کی خبر مدینہ بھر میں پھیل چکی تھی۔ اتفاق سے اسی روز سورج کو گرہن لگ گیا۔ لوگ گروہ در گروہ محبوب دو جہاں ﷺ کے پاس آئے اور بیک زبان کہا۔ ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ خدا کے سچے رسول ہیں۔ محبوب دو جہاں ﷺ نے فرمایا۔ تمہارا ایمان لانا میرے لئے باعث مسرت ہے لیکن یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ یہ ہوا کس طرح سے ہے۔ کل تک تم لوگ میرے دشمن تھے' دین حق کے مخالف تھے' آج تمہارے اندر اتنا بڑا انقلاب کیسے پیدا ہو گیا؟

انہوں نے کہا۔ آپ کے رسول ہونے کا اس سے بڑا ثبوت اور کیا ہو سکتا ہے کہ آپ کے غم میں سورج نے بھی ماتمی لباس پہن لیا ہے۔ جان کائنات ﷺ نے فرمایا ان الشمس والقمر ایان من ایات اللہ لا ینکسفان لموت احد سورج اور چاند اللہ کی نشانیاں ہیں کسی کی موت پر ان کو گرہن نہیں لگتا۔

☆ کینیڈا کا نو مسلم ڈاکٹر ملر اسی واقعہ سے متاثر ہو کر مسلمان ہو گیا' پیغمبر کی شان یہ ہے کہ وہ مصنوعی اور عارضی سہاروں کا محتاج نہیں ہوتا۔

خاتون جنت رضی اللہ عنہا کی فیاضیاں

☆ سیدہ بتول رضی اللہ عنہا انتہائی تنگدستی کے باوجود مال دنیا سے بالکل بے نیاز تھیں۔ آپ کی زندگی کے بیسیوں واقعات اس امر کی شہادت دیتے ہیں کہ آپ نے مصائب و آلام اور فقر و فاقہ کو نہایت خندہ پیشانی سے برداشت کیا بلکہ ایسی تنگدستی کے زمانہ میں اپنی فیاضی اور ایثار کی اعلیٰ مثالیں پیش فرمائی ہیں۔ ایک دن ایک محتاج آپ کے دروازے پر آیا اور کہنے لگا۔ اے بنت رسول میں بھوکا ہوں' تنگدست ہوں' محتاج ہوں' خدارا میری دستگیری فرمایئے۔ یہ ایسا سخت دن تھا کہ جناب سیدہ رضی اللہ عنہا کے صاحبزادے کئی وقت کے فاقے سے تھے۔ آپ نے گھر میں ہر طرف نظر دوڑائی مگر سائل کو دینے کے لئے کوئی چیز نظر نہ آئی۔ اس وقت صرف ایک چمڑے کا بچھونا تھا' جس پر دونوں صاحبزادے سویا کرتے تھے' وہی سائل کو دے دیا۔ اس نے کہا۔ اے دختر رسول ﷺ اس سے تو میرا کام نہیں چلے گا۔ آپ نے یہ سن کر اپنا وہ ہار جو سید الشہداء حضرت

حمزہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی نے آپ کو بطور ہدیہ دیا تھا۔ سائل کو عطا فرما دیا۔

☆ ایک دفعہ سلمان فارسی رضی اللہ عنہا ایک بھوکے اعرابی کو کھانا کھلانے کے لئے ساتھ لے کر نکلے۔ چند گھروں میں گئے' کوئی چیز ہاتھ نہ آئی۔ حالت مایوسی میں سیدہ بتول رضی اللہ عنہ کا دروازہ کھٹکھٹایا اور عرض کی ایک بھوکے کو کھانا کھلانے کے لئے ساتھ لایا ہوں۔ سیدہ کے گھر میں کھانے کو کچھ نہ تھا۔ دونوں بچے فاقے میں سوئے ہوئے تھے' سیدہ نے اپنی چادر دے کر کہا۔ سلمان! اسے شمعون یہودی کے پاس لے جاؤ اور گروی رکھ کر اس بھوکے کو کھانا کھلاؤ۔ سلمان رضی اللہ عنہ چادر لے کر یہودی کے پاس گئے۔ بھوکا اعرابی بھی ساتھ تھا۔ یہودی کچھ دیر تک چادر کو دیکھتا رہا۔ اس میں جا بجا پیوند لگے ہوئے تھے۔ یہ شاہ دو جہاں ﷺ کی بیٹی کی چادر تھی۔ دفعتہً اس پھٹی پرانی چادر کی برکت سے اس کی دل کی کیفیت بدل گئی۔ کہنے لگا۔ اے سلمان! یہ ہیں وہ لوگ جن کی صفات تورات میں بیان کی گئی ہیں۔ میں فاطمہ کے باپ پر ایمان لاتا ہوں جو شہزادی ہوتے ہوئے بھی اس پھٹی پرانی چادر میں زندگی بسر کرتی ہیں۔ شمعون سچے دل سے مسلمان ہوگیا۔ کچھ اناج سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کو دیا اور چادر بھی واپس کر دی۔ سلمان رضی اللہ عنہ اناج لے کر سیدہ کے پاس حاضر ہوئے۔ آپ رضی اللہ عنہا نے اسے اپنے ہاتھ سے پیسا اور روٹی پکا کر سلمان فارسی کو دی۔ سلمان رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ کچھ روٹی بچوں کے لئے رکھ لیجئے۔ فرمایا۔ سب خدا کی راہ میں دے چکی ہوں۔

دل بدست آور کہ حج اکبر است

☆ مسافر بیت اللہ کے تصور میں ڈوبا ہوا گھوڑا دوڑا رہا تھا۔ اپنے شہر سے چند ہی کوس نکلا تھا کہ یکا یک باگیں کھینچ لیں اور گھوڑے سے اتر پڑا' سڑک کے کنارے ایک غریب لڑکی کوڑے کرکٹ سے کچھ اٹھا رہی تھی۔ مسافر دبے پاؤں آگے بڑھا۔ دیکھا تو غریب بچی مردار چڑیا کو جلدی جلدی ایک چیتھڑے میں چھپا رہی تھی۔ مسافر کو دیکھتے ہی سہم گئی اور اس کے ہاتھ کانپنے لگے۔ مسافر نے بڑے خیر خواہانہ انداز میں پوچھا۔ بیٹی تم اس چڑیا کو کیا کرو گی۔

لڑکی کی آنکھوں میں آنسو تیرنے لگے۔ لرزتی ہوئی زبان اور کانپتے ہوئے ہونٹوں سے یہ الفاظ سنائی دیئے۔ چچا۔۔۔ چچا میاں! ہمارے ابو نہیں ہیں' ان کو ظالم لوگوں نے قتل کر دیا ہے۔ ہمارا تمام مال چھین لیا ہے۔ میں ہوں اور میرا چھوٹا بھائی ہے۔ خدا کے سوا ہمارا کوئی سہارا نہیں۔ ہمارے پاس کھانے کو کچھ ہے نہ پہننے کو۔ اس وقت ہم چھ وقت کے فاقے سے ہیں۔ بھیا گھر میں بھوک سے نڈھال پڑا ہے۔ اس کی حالت مجھ سے دیکھی نہیں جاتی۔ گھر سے نکلی تھی کہ شاید کچھ مل جائے' یہاں کوڑے کرکٹ سے یہ مردار چڑیا ملی' یہ ہمارے لئے بہت بڑی نعمت ہے' میرا بھیا کھا کر سو جائے گا' اس طرح آج کا دن گزر جائے گا۔

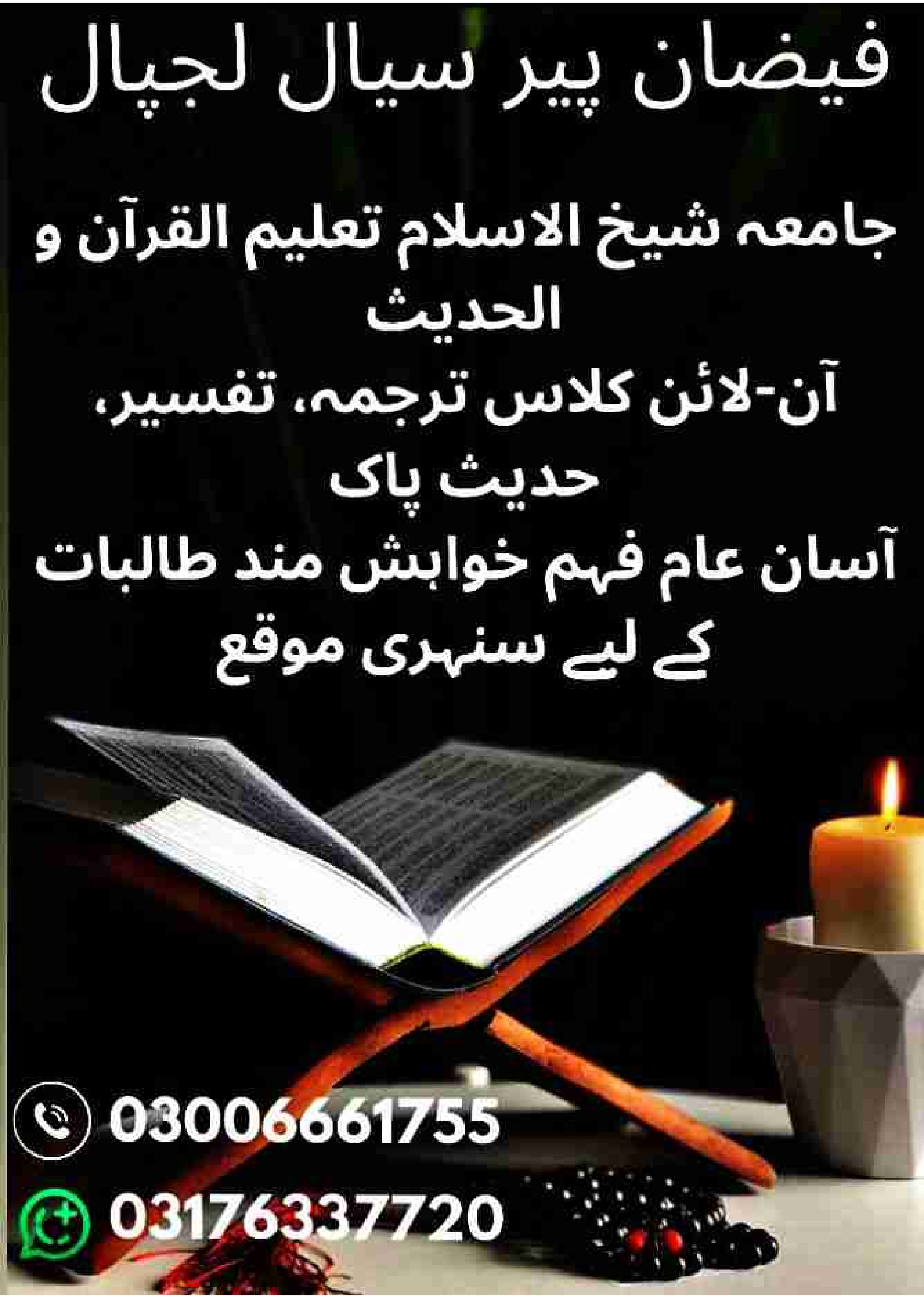
فاقوں کی ماری بچی پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔ عبداللہ بن مبارک رحمتہ اللہ علیہ کا دل بھر آیا۔ بچی کے سر پر ہاتھ رکھا' خود بھی رونے لگے' دیر تک دونوں روتے رہے۔ پھر اپنے خزانچی سے پوچھا۔ اس وقت تمہارے پاس کتنی رقم ہے۔ اس نے کہا۔ ایک ہزار اشرفی۔ عبداللہ بن مبارک رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا۔ میرے خیال میں یہاں سے واپس گھر پہنچنے کے لئے ہمیں بیس اشرفیاں کافی ہوں گی؟ خزانچی نے کہا۔ جی ہاں۔ آپ نے حکم دیا بیس اشرفیاں نکال کر باقی تمام رقم اس بچی کے حوالے کر دی جائے۔ ہمارا حج اس سال یہ ہے۔ یہ حج کعبہ کے حج سے زیادہ بڑا

ہے۔ بیٹی ۔ یہ رقم لے جاؤ۔ اب تم اور تمہارا بھیا فاقوں کی مصیبت سے بچ جاؤ گے ۔ یہ مردار چڑیا پھینک دو۔

لڑکی نے چڑیا پھینک دی اور تیز تیز قدم اٹھاتی ہوئی خوش خوش اپنے گھر کی طرف چلی گئی ۔ حضرت عبداللہ بن مبارک رحمتہ اللہ علیہ اس کو دیکھ رہے تھے اور خدا کا شکر ادا کر رہے تھے ۔ بچی نگاہوں سے اوجھل ہوگئی تو فرمایا۔ اب گھر کو چلتے ہیں ۔ خدا نے اس سال ہمارا حج یہیں قبول فرمالیا۔

یہی ہے عبادت یہی دین و ایماں
کہ کام آئے دنیا میں انسان کے انساں

☆ حضرت عبداللہ بن مبارک رحمتہ اللہ علیہ ہر سال حج کے لئے جاتے ۔ ایک دفعہ حج سے فارغ ہوئے ۔ ابھی ایک دو روز گزرے تھے اور آپ طواف کے بعد حرم میں بیٹھے تھے کہ نیند کی کیفیت میں آپ نے دیکھا دو فرشتے آپس میں باتیں کر رہے تھے ۔ ایک نے دوسرے سے پوچھا ۔ اس سال کتنے لوگ حج کے لئے آئے ۔ دوسرے نے کہا ۔ چھ لاکھ' پھر پوچھا ۔ کتنے لوگوں کا حج قبول ہوا؟ جواب ملا ۔ کسی کا بھی حج قبول نہیں ہوا البتہ دمشق کے ایک شخص علی بن موفق جو موچی کا کام کرتا ہے' کی وجہ سے اللہ نے سب کو معاف کر دیا ۔ یہ منظر دیکھ کر آپ تڑپ اٹھے ۔ فوراً علی بن موفق کی زیارت کے لئے چل پڑے ۔ طویل سفر کے بعد دمشق پہنچے ۔ اس کا گھر تلاش کیا ۔ ملاقات ہوئی تو آپ نے سارا واقعہ بیان فرمایا ۔ اس نے آپ کا نام پوچھا ۔ آپ نے بتایا تو خوشی میں اس نے نعرہ لگایا اور بے ہوش ہوگیا ۔ جب ہوش آیا تو اس نے کہا ۔ میں نے ساری عمر محنت کر کے حج کے لئے تیس ہزار درہم جمع کئے تھے ۔ حج کے لئے تیاری ہونے لگی ۔ جس روز روانگی تھی ۔ بیوی نے کہا ۔ پڑوسی کے گھر میں گوشت پک رہا ہے' تھوڑا سا لے آؤ' میں گیا تو پڑوسی نے کہا ۔ یہ تمہارے لئے حلال نہیں' کیونکہ میرے بچے سات دن کے فاقے سے ہیں ۔ تھوڑا سا مردار ملا ہے ان کی جان بچانے کے لئے اسے لے آیا ہوں ۔ اب وہی پک رہا ہے ۔ یہ سن کر میرا سینہ پھٹنے لگا' مجھ سے اس کے بچوں کی حالت برداشت نہ ہوسکی ۔ میں نے اسی وقت تیس ہزار درہم پڑوسی کے حوالے کر دیئے ۔ حضرت عبداللہ بن مبارک رحمتہ اللہ علیہ نے یہ سن کر فرمایا ۔ فرشتوں نے جو کہا وہ درست ہے ۔

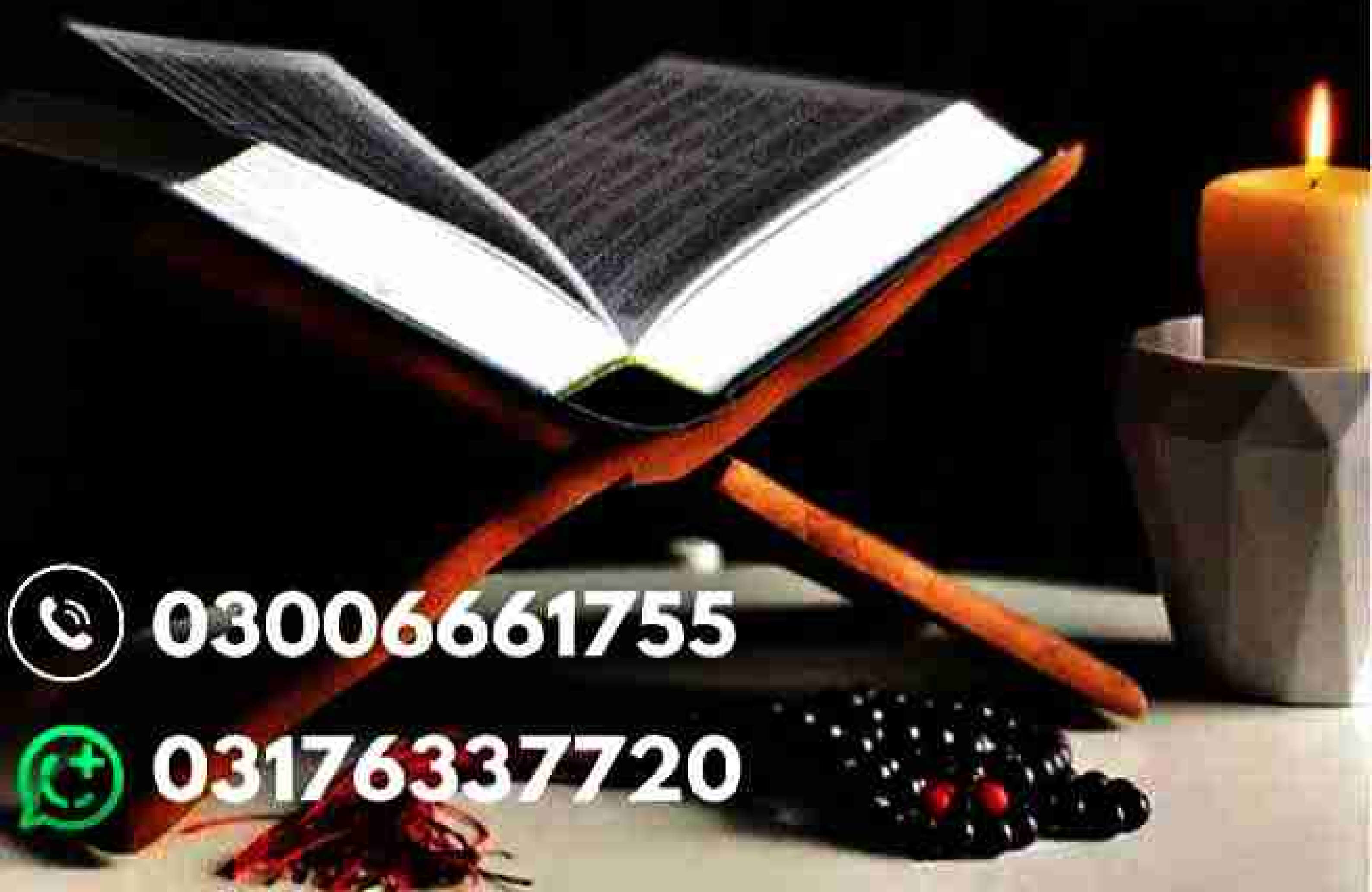

فیضان پیر سیال لجپال
جامعہ شیخ الاسلام تعلیم القرآن و
الحدیث
آن-لائن کلاس ترجمہ، تفسیر،
حدیث پاک
آسان عام فہم خواہش مند طالبات
کے لیے سنہری موقع
03006661755
03176337720

فیضان پیر سیال لجپال

جامعہ شیخ الاسلام تعلیم القرآن و
الحدیث

آن-لائن کلاس ترجمہ، تفسیر، حدیث
پاک

آسان عام فہم خواہش مند طلباء کے لیے
سنہری موقع



انگلیاں میری ہیں اور ان میں قلم ہے تیرا ہاتھ میرا ہے مگر اس پر کرم ہے تیرا

چیف آرگنائزر بزم عشاق

حضرت علامہ حافظ محمد زمان خان چشتی سیالوی کی عالمانہ 'عارفانہ' عاشقانہ چند تحریریں

معجزات محبوب ﷺ	اسلاف کا جذبہ ایثار	وسیلتنا فی الدارین
عشق کی باتیں	اسلاف کا اخلاق	وبالوالدین احسنا
عشق است امام من	اسلاف کا شوق علم	بخشش کے بہانے
حقیقت انساں	شمس الضحیٰ	عاشقانہ تقریریں
دیوان عشق	صاحب الجود والکرم	عشق خیر الوریٰ ﷺ
راحت جاں ﷺ	اسلام میں دل جوئی کا مقام	پیام محبت
پیکر حسن وجمال	اسلام میں دل شکنی جائز نہیں	وہ مصور کیسا ہوگا جس کی یہ تصویر ہے
پیکر جمال وکمال	کیا حضور اکرم ﷺ کے وسیلہ سے مانگنا جائز ہے؟	اہل دل
نور الھدیٰ	جب بھی مانگو حضور ﷺ کے وسیلہ سے مانگو	آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری
عجب چیز ہے لذت آشنائی	وسیلہ محبوب ﷺ	تجھے اہل ایماں سلام کہتے ہیں

ادارہ نجم الھدیٰ جامع مسجد عمر رضی اللہ عنہ
بٹھان والا جھنگ روڈ فیصل آباد
0300 6661755